رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۱۷۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ـ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ

عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

(یعنی)

ریویو آف ریلیجنز

اُردو رسالہ

ایڈیٹر۔ قاضی محمد ظہور الدین اکمل

چندہ سالانہ اندرون ہندوستان [illegible] بیرون ہندوستان [illegible]

[illegible] طلباء اور غریب احمدیوں سے [illegible]

نمبر ۱۲ | دسمبر سنہ ۱۹۲۷ء ۹ جمادی الثانیہ سنہ ۱۳۴۶ ہجری | جلد ۲۶

فہرست مضامین

الغیب	۴۴۱ / ۴۴۶	مولانا عبد الحلیم صاحب کٹکی
کیا دَورہ نبوت ختم ہوگیا؟ فتنہ دجال شیراز سے آئیگا۔	۴۴۶ / ۴۴۸	حافظ سلیم احمد صاحب اٹاوی
ہمارا نبیؐ	۴۴۹ / ۴۵۶	محترمہ امۃ الحق صاحبہ بنت مولانا حافظ روشن علی صاحب
اسوۂ سید الانام بجواب محمد صاحب از روئے اسلام	۴۵۷ / ۴۶۳	مولانا محمد یعقوب صاحب
وِنڈیکیشن آف عالمگیر	۴۶۳ / ۴۷۲	ماسٹر عبد السلام صاحب قادیانی از نیروبی۔ افریقہ
شذرات عیسائیت کے متعلق	۴۷۳ / ۴۸۰	مولانا ابو العطاء اللہ دتا صاحب فاضل جالندھری

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے چھاپ کر قادیان سے شائع کیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہماری دوا اسل حقیقی کیواسطے جسکی مختصر تعریف ہے کہ پھیپھڑہ سے خواہ کسی قدر بھی زخم ہوکر اول خون پھر پیپ آنے لگے

مرض سل کا علاج

ناظرین کو تعجب ہوگا کہ جس مہلک مرض کو عمر بھر لادوا سمجھا۔ اور یونانی و ڈاکٹری تمام اطباء سے مایوس العلاج سنا اسکے علاج کے کیا معنی؟ مگر حق تعالیٰ کا فضل کسی زمانہ اور کسی شخص کیلئے مخصوص نہیں۔ الحمد للہ کہ لاکھوں بیش قیمت جانوں کے تلف کرنے والے **مرض سل کا تیر بہدف تریاق** ہمارے ہاتھ لگ گیا۔ اور تجربہ میں بھی آگیا۔ اگرچہ کرتے ہوئے طبیعت ہماری بھی جھجکی اور خیال ہوا کہ سالہا سال کی دلوں میں بیٹھی ناامیدی کے مقابلہ پر ہمارے اس قول کی کیا وقعت ہوگی کہ ہماری ایجاد کردہ **اکسیر** **شفاء السل ہماری ہدایات کے موافق استعمال کرنے سے مسلول کو باذن اللہ صحت حاصل ہو جائیگی**" مگر خدا کی دی ہوئی بے بہا نعمت کو چھپا کر رکھنا شرافت اور مروتِ انسانی کے خلاف تھا۔ اسلئے بنظر مزید احتیاط ہم نے خاص اطباء پر بغرض تجربہ و امتحان یہ دوا **مفت تقسیم** کی۔ اور منصفانہ رائے طلب کی۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ حسب خواہ کامیابی اور نتیجہ خیز آراء ہماری حوصلہ افزائی کی گئی۔ چنانچہ اسوقت ہم صرف **شاہی طبیب جناب حکیم نور الدین صاحب امیر احمدی جماعت کی قلمی دستاویز** (جو طبی حیثیت سے ہندوستان میں عموماً اور پنجاب میں خصوصاً ایک بیش قیمت اور نہایت وزنی رائے ہے) ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ اور امید کرتے ہیں کہ مرض سل کے لادوا ہونیکا اعتقاد ان شاء اللہ تعالیٰ بہت جلد لوگوں کے دلوں سے جاتا رہیگا۔ اور ہماری سریع التاثیر دوا جسکو ہم اکسیر کا خطاب دیں تو بیجا نہیں آہستہ آہستہ تمام ملک کے اطباء کو اپنا مداح و گرویدہ بنالے گی۔ قیمت فی تولہ چار روپے (للعہ ر)

علاوہ سِل کے تمام اندرونی زخموں میں باذن اللہ فوری اثر دکھلاتا ہے۔

رئیس الاطباء جناب حکیم نور الدین صاحب رئیس بھیرہ ضلع شاہ پور کا ارشاد

السلام علیکم۔ آپکی دوائی جو سل کیلئے آپنے مجھے دو بار تجربہ کے لئے بھیجی اس کو میں نے بہت ہی احتیاط کے ساتھ استعمال کیا ہے۔ **بے ریب یہ دوائی** ایسے مسلولوں کو جن کو نزلہ کی شکایت نہ ہو بہت ہی مفید ہے۔ اللہ تعالیٰ اس میں اور بھی برکت بخشے اور لوگ اس موذی مرض سے آپکی **مفید دوائی سے نفع اٹھائیں ۔ نور الدین ۲۳ دسمبر ۱۹۰۷ء قادیان**

نوٹ:۔ گلقند عسلی (شہد کا گلقند) اور روغن بادام دونوں چیزیں مریض سل کیلئے ضروری ہیں۔ اور یہ دونوں اصلی اور قابل اطمینان ہر جگہ نہیں مل سکتیں۔ لہٰذا بغرض نفع مریضان سل میں مطلع کرتا ہوں کہ یہ دونوں میرے عطار کے یہاں ہر وقت نہایت معتبر موجود رہتی ہیں۔ جو فرمائش پر روانہ ہو سکتی۔ قیمت گلقند عسلی فی سیر تین روپیہ۔ روغن بادام خانہ ساز فی تولہ ۱۶ ر

المشتہر

حافظ محمد یعقوب۔ گنگوہ۔ ضلع سہارنپور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

الغیب

کیتلی دیگدان پر دھری تھی۔ حرارت نے پانی کو بخار کی شکل عطا کی۔ چلبلی بھاپ نے خدا جانے سرپوش سے کیا سرگوشی کی کہ اُسے بھی اپنی طرح محو رقص بنا لیا۔ میاں سٹیفنسن دیدے پھاڑ کر دیکھتے ہیں کہ ہیں! سرپوش کا محرک کون ہے؟ اُٹھا کر جو دیکھا تو وہ "معشوق پس پردہ" آب آب تھی۔ دوبارہ سرپوش رکھا۔ شوخی پھر چھیڑ خانی کی سوجھی پہلے سے زیادہ سرپوش کو جھنجھوڑا۔ اب سٹیم کی طاقت کا خیال آیا۔ اور اس کا نتیجہ ہے کہ آج دنیا میں ریلیں اور سینکڑوں انجن چل رہے ہیں۔

ایجاد آباد امریکہ میں کوئی صاحب کنکوا اُڑا رہے تھے۔ ہاتھ میں لوہے کی ایک چابی بھی تھی۔ آپ جانتے ہیں بی بجلی لوہے کی عاشق ہیں۔ آؤ دیکھا نہ تاؤ جھٹ سے اُس چابی پر اتر آئیں۔ کنکوا اُڑانے والے کا ذہن فوراً اس طرف منتقل ہوا کہ یہ پری شیشے میں اُتر سکتی ہے۔ اب بجلی خانم ہیں کہ دنیا بھر کی ٹہل خدمت کرتی ہیں۔ برتن یہ صاف کرتی ہیں۔ پنکھا یہ جھلتی ہیں۔ ریل یہ چلاتی ہیں۔ ہائے کون سے وقت میں یہ خیال ظالم کے دل میں آیا۔

"یوریکا" "یوریکا" چلانے والے کو اُس بجلی کی طرح آنیوالے خیال نے کس طرح بچایا۔ بھلا کوئی نسبت بھی ہے۔ نہاتے نہاتے آپکو "وزن اجسام" کی سوجھی۔ اس دفعہ آنیوالے خیال میں وہ صداقت اور حقیقت ہے کہ آج تک کوئی اسکو باطل نہیں کر سکا۔

شیر فروش چھوکری نے کہا "مجھے چیچک ہو نہیں سکتی کیونکہ مجھے "Cow pox" ہو گئی ہے" ان الفاظ میں خدا جانے کیا تاثیر تھی کہ ایڈورڈ جینر (E. Jenner) اس کی تحقیق کے پیچھے دیوانہ وار سولہ برس تک پاپائے کلیسا کی تکفیر اور عوام کی تحقیر کا نشانہ بنا رہا بالآخر کامیاب ہوا اور ٹیکہ کا پیغمبر Apostle

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گئے ہیں جیسا کہ آپ نے چاہا ہے۔

یہ شعر میں نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ کمال درجہ کا شعر ہے۔ اور اس میں کمال درجہ کی تعریف ہے۔

لیکن سچی بات یہ ہے کہ فضیلت وہی ہوتی ہے۔ جسکی دشمن بھی گواہی دیں۔ پس عیسائیوں میں سے بڑے بڑے عالموں اور مؤرخوں نے آپ کے حسن کی تعریف لکھی ہے۔

چنانچہ ڈاکٹر ویٹ صاحب لکھتے ہیں "محمد عرب کے نہایت عمدہ خاندان اور معزز قوم میں سے تھے صورت میں تشکیل اور طور میں رسیلے اور بے تکلف تھے" (ترجمہ اپالوجی گاڈفری ہینگن صفحہ ۸ دفعہ ۱۰ مطبوعہ بریلی ۱۸۷۳ء)

جان ڈیون پورٹ لکھتا ہے "نبی عرب آپکی شکل شاہانہ تھی خدوخال باقاعدہ اور دلپسند تھے آنکھیں سیاہ اور رسیلی تھیں۔ بینی ذرا اُٹھی ہوئی۔ دہن خوبصورت تھا۔ دانت موتی کی طرح چمکتے تھے۔ رخسار سرخ تھے۔ اور انکی تندرستی عیاں تھی۔ آپکا دل آویز تبسم اور رسیلی آواز" (مؤید الاسلام)

ایڈورڈ گبن صاحب بڑے مشہور مؤرخ لکھتے ہیں۔ "آنحضرت حسن میں شہرہ آفاق تھے۔ اور یہ نعمت صرف انہیں لوگوں کو بری معلوم ہوتی ہے۔ جنکو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا نہیں ہوئی۔ پیشتر اسکے کہ آپ کوئی بات فرمائیں آپ کسی خاص آدمی یا گروہ کو اپنی طرف متوجہ کر لیا کرتے تھے۔ لوگ آنحضرت کی شاہانہ شکل اور رسیلی آنکھوں اور وضعدار تبسم اور بکھری ہوئی ڈاڑھی اور ایسا چہرہ جو دل کے ہر ایک جذبہ کی تصویر کھینچ دے۔ اور ایسی حرکت اعضاء جو زبان کا کام دے دیکھ کر تعریف کیا کرتے تھے۔

(مؤید الاسلام صفحہ ۹)

مجھے یاد ہے۔ کہ میرے والد بزرگوار نے ادام اللہ حیاتہ مجھ سے ایک دفعہ سینتالیس زبور میں چار آیت نکلوا کر پڑھوائی تھی۔ جسمیں یہ لکھا ہوا ہے۔ کہ تو بنی آدم میں سے از حد جمیل اور حسین ہے۔ پس وہ پیارا نبی جسکے حسن و جمال کے اوائل اور لواحق اور ہم عصروں نے شہادت دی ہو۔ اسکے حسن اور جمال میں کیا شک ہو سکتا ہے۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو چودھویں رات کے چاند میں دیکھا۔ اور آپکے اوپر سرخ رنگ کا حلہ تھا۔ پس میں آپکی طرف بھی دیکھتا۔ اور چودھویں کے چاند کی طرف بھی۔ لیکن بخدا آپ مجھے چاند سے حسن و جمال میں کہیں زیادہ معلوم ہوتے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق قرآن شریف میں یہ دعویٰ پیش کیا گیا ہے۔ کہ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ۔ کہ اے محمد رسول اللہ تو عظیم الشان اخلاق اپنے اندر رکھتا ہے۔ اس دعویٰ کے ثبوت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں مَیں چند ایک مثالیں پیش کرونگی۔ جس سے کہ آپکا حُسن خُلق اور احسان مُبرہن اور مدلّل طور پر ثابت ہو جائیگا۔

سب سے پہلے انسان کے اندر ہمّت اور قصد کا پایا جاتا ہے اور اسکے ساتھ استقلال اور شجاعت کا ہونا ضروری ہے۔ اس کی ایک مثال مَیں آپکے سامنے پیش کرتی ہوں۔ وہ یہ کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ کفار قریش کا ایک ڈپوٹیشن رئیس مکّہ جناب ابی طالب کی خدمت میں آیا۔ اور انہوں نے عرض کی۔ کہ آپکے بھتیجے نے (یعنی محمد صلعم) ہمارے بتوں کو بُرا بھلا کہا ہے۔ یعنی غیر نافع اور غیر ضارّ اور ہماری دین کو عیب دار کہا ہے۔ اور ہمیں بیوقوف ٹھیرایا ہے۔ پس آپ یا تو انکو روک لیں یا انکو ہمارے سپرد کریں۔ اور آپ بیچ میں کوئی دخل نہ دیں۔ اس مرتبہ تو ابی طالب نے نہایت ملاطفت اور مدارات کے ساتھ واپس کر دیا۔ لیکن دوسری دفعہ پھر بھی ڈپوٹیشن آیا اور انہوں نے یہی شکایات پیش کیں۔ تو جناب ابی طالب نے آنحضرتؐ کو بُلا کر کہا۔ کہ مجھ پر اور اپنی جان پر رحم کر اور مجھ پر وہ امر نہ رکھ جسکی مَیں طاقت نہیں رکھتا (یعنی صنادید قریش کی مخالفت) آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم نے فرمایا۔ کہ اے میرے چچا اگر یہ لوگ آفتاب کو میرے داہنے ہاتھ میں اور مہتاب کو میرے بائیں ہاتھ پر رکھ دیں۔ اور مجھے اس کام کے ترک کرنے کو کہیں یقیناً یقیناً میں باز نہ رہونگا۔ جبتک خدا کا دین ظاہر نہ ہو۔ یا مَیں اس کوشش میں ہلاک نہ ہو جاؤں۔

اور ایک واقعہ سُنئے کہ آپؐ ایک دن مسجد کے حُجرے میں بیٹھے ہوئے تھے اور سامنے صحن میں صنادید قریش کا ایک بڑا بھاری گروہ بیٹھا ہوا تھا عتبہ بن ربیعہ (یہ شخص آپ کا بڑا بھاری دشمن ہوا ہے) آپکے قریب آکر عرض کیا کہ اے بھائی کے بیٹے تو صاحب اوصاف حمیدہ اور عالی خاندان ہے۔ مگر اب تُو نے ہماری قوم میں تخم نفاق بویا ہے۔ اور ہمارے قبائل میں تفرقہ ڈال دیا ہے۔ تو ہمارے دیوتاؤں اور دیویوں کی مذمّت کرتا ہے۔ اور ہمارے آباء واجداد کو کافر اور بُت پرست بناتا ہے اب ہم ایک بات تجھسے کہتے ہیں۔ خوب سوچکر جواب دے۔ اس کا قبول کرنا تیرے حق میں بہتر ہوگا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اے ابو الولید کیا کہتا ہے۔ کہ مَیں تیری بات کو خوب سُنونگا۔ عتبہ نے کہا اے پسر برادر اگر تو اس ادعائے رسالت سے مال و دولت حاصل کرنا چاہتا ہے۔ تو ہم تجھ کو اپنی دولت جمع کر دینگے۔ کہ ہم میں سے کسی کے پاس نہیں اور اگر تجھ کو عزّت و وقار حاصل کرنا منظور ہے۔ تو ہم تجھ کو اپنا سردار اور رئیس بنا لینگے۔ اور کوئی بات بے تیرے نہ کرینگے۔ اگر تجھ کو بادشاہت منظور ہے۔ تو ہم تجھ کو اپنا بادشاہ بنائینگے۔ اگر جنون تجھ پر غالب آگیا ہے۔ تو ہم اطباء کو بلائینگے۔ اور انکو مال دیکر تیرا علاج کرائینگے۔ جب عتبہ کی یہ تقریر ختم ہو گئی تو آپنے پوچھا یا ابو الولید تیرا کلام ختم ہوا اُس نے کہا ہاں یا محمدؐ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپؐ نے فرمایا میری سُن آپؐ نے سورہ حٰم سجدہ رکوع سپارہ ۲۴ لَھُمْ اَجْرٌ غَیْرُ مَمْنُوْنٍ ۔ تک پڑھ کر سُنائی اور پھر فرمایا کہ مجھے تمھارے اموال اور تمھاری شرافت اور تم پر حکومت کرنا مقصود نہیں۔ خدا نے مجھے تمھاری طرف بھیجا ہے۔ اور مجھ پر کتاب نازل کی ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمھارے لئے بشیر و نذیر ہوں۔ پس میں نے تمہیں اپنے ربّ کے پیغام پہنچا دیئے اور خیر خواہی کی باتیں سُنا دیں۔ پس اگر قبول کروگے تو دنیا اور آخرت میں کامیاب ہوگے۔ اور اگر تم نے اُسے ردّ کیا تو میں صبر کرونگا۔ یہانتک کہ خدا تعالےٰ تمھارے اور میرے درمیان فیصلہ کر دے۔

ناظرین! غور کیجئے اور سررشتۂ انصاف کو ہاتھ سے نہ دیجئے کس عظمت اور شان کا یہ جواب ہے (الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شجاعت اور بہادری شہرہ آفاق ہے۔ آپؐ ہر وقت خطرناک جگہ میں سب سے پہلے جاتے۔

چنانچہ انسؓ بن مالک سے روایت ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم تھے وہ کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ سب سے زیادہ حسین سخی اور بہادر تھے۔

ایک دن مدینہ میں ایک کھٹکا رات کے وقت پیدا ہُوا تو لوگ اسکی طرف گئے۔ آگے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ملے۔ اور فرمانے لگے کہ مت ڈرو مت ڈرو میں نے تحقیق کی ہے کوئی کھٹکا نہیں۔ اور آپ اسوقت ابی طلحہ کے ایک بے زین گھوڑے پر سوار تھے۔ اور آپکی گردن میں تلوار حمائل تھی۔

پھر ایک اور واقعہ ہے کہ آنحضرتؐ دوسری بار مکہ سے طائف کو جاتے تھے۔ اور آپکے ساتھ مومنین کی ایک جمعیت تھی۔ تو یک بیک ایک پہاڑی سے بنی ہوازن نے تیر چلانے شروع کر دیئے (یہ قوم مشہور تیر انداز تھی) اہل اسلام جو بفراغ خاطر جا رہے تھے مضطرب ہو گئے۔ آنحضرتؐ نے للکار کر فرمایا۔ اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِب۔ وَاَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِب۔ میں ہی وہ نبی ہوں اس میں جھوٹ نہیں ہے۔ اور میں ہی ابن عبد المطلب ہوں۔

آپ اپنے مذہب کے پھیلانے کیلئے کسی شخص کا خیالی باتوں کے وعدے سے دل نہیں لبھاتے تھے اور اپنی مقصود براری کے لئے حیلوں اور دھوکوں اور دل خوش کن وعدوں کو ہتھکنڈا نہیں بناتے تھے۔

اسکے متعلق میں ایک واقعہ عرض کرتی ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارک تھی کہ موسم حج میں وعظ سُنانے کو نکلا کرتے تھے۔ گھر گھر اور قبیلہ قبیلہ کو پیغام الٰہی پہنچاتے اور ہر ایک شریف قوم سے ملکر فرماتے تھے۔ میں کسی کو تم میں کسی بات پر مجبور نہیں کرتا۔ میرا فقط اتنا منشاء ہے۔ کہ تم لوگ مجھے ایذاء پہنچانے والوں کو روک دو۔ تاکہ میں اپنے رب کے پیغام پہنچا دوں۔

قبیلہ بنی صعصعہ کے ایک شخص بحیرہؓ بن خوراس نام نے آپکو دیکھا۔ وہ فرّ ایزدی اور جلال کبریائی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے جو آپ کے بشرہ مبارک سے عیاں تھا متأثر ہو کر کہہ اُٹھا۔ کہ قسم خدا کی اگر میں اس جوان کو قریش سے لے لوں تو اس کے ذریعہ سارے عرب کو قابو میں کر لوں۔ پھر آنحضرتؐ سے مخاطب ہو کر عرض کی۔

بھلا یہ تو بتائیے اگر ہم نے آپکا امر مان بھی لیا اور خدا نے آپکو مخالفوں پر غالب بھی کر دیا تو آپکے پیچھے زمامِ حکومت ہمارے ہاتھ ہو گی۔ آنحضرتؐ نے جواب میں فرمایا کہ سب امور دست قدرت الٰہی میں ہیں۔ جہاں حکمت سمجھتا ہے وہیں دیتا ہے۔ اس بات کو سُنکر وہ شخص کہنے لگا۔ کیا ہم آپکی خاطر عرب کے مقابل میں اپنے سینوں کو نشانہ بنا دیں اور پھر جب کامیاب ہوں تو امر دوسروں کے سپرد ہو ہمیں آپکے امر کی کچھ حاجت نہیں۔

ناظرین! غور کریں کہ کیسی مصیبت اور کسقدر نازک وقت تھا جبکہ امداد کی سخت ضرورت تھی۔ عالم تنہائی اور امرِ رسالت بیشک رفقاء اور معاونین کے وجود کا خواستگار تھا۔ ایک بڑی قوم ذرا سے اشارے اور آئندہ کے وعدہ پر ساتھ دینے کو طیار اور جان دینے کو موجود۔ مگر اللہ اللہ صداقت اور صفائی دیکھو کہ آپنے کوئی موہوم استقبالی دھوکہ دینا پسند نہیں کیا۔ ورنہ کیا تھا ذرا سا آسمان کی کُنجیوں کا لالچ دے دیتے کون مرے کون دیکھے۔

یہی قدرتی حالات اور نسبتی واقعات ہیں جن کو ایک باایمان پڑھ کر یقیناً کہہ سکتا ہے کہ بیشک یہ رسولؐ صادق و مصدوق ہے۔

آپکی امانت تمام عرب کے لوگ مانتے تھے آپکو امین اور مامون کے نام سے یاد کرتے تھے۔ موافق اور مخالف آپکے وصف امانت سے انکار نہیں کر سکتے۔ مکّہ میں عام دستور تھا۔ کہ جس شخص کے پاس کوئی عجیب اور بیش قیمت چیز ہوتی جسے وہ اپنے پاس محفوظ نہ رکھ سکتا۔ وہ آنحضرتؐ کے پاس امانت رکھتا۔ بڑے بڑے مخالف شعراء جاہلیت نے آپکی وصف امانت سے انکار نہیں کیا۔ غرضکہ آپ عین عالم شباب میں بڑے بڑے پیرانِ قوم کے مرکز و مرجع ہوئے۔

آپکے حلم کی چند مثالیں پیش کرتی ہوں ابو سفیان جو کسی زمانہ میں بڑا بھاری دشمن تھا۔ اس نے ایک شخص کو مقرر کیا کہ وہ خفیہ خفیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر ڈالے۔ آپ بنی عبدالاشل کی مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے اور وہ بغل میں خنجر دبائے چلا آتا تھا۔ سامنے سے اُسے دیکھ کر الہام الٰہی نے آپکو آگاہ کر دیا۔ اور آپنے حاضرین سے فرمایا۔ کہ یہ شخص غدر کے ارادہ پر آتا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ اُسکے اور اسکی مُراد کے درمیان حائل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے۔ یعنی ناکامیاب ہوگا۔
اُسید بن حضیر صحابیؓ نے آگے بڑھ کر اسکے کپڑے ٹٹولے جھٹ خنجر ان میں سے گر پڑا۔ اسپر بھی رحیم رسولؐ نے ارشاد فرمایا کہ اسکو معاف کردو اور جانے دو ؛

دوسری مثال۔ ثمامۃ بن اثال ایک رئیس عرب نے جسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال عنایات مبذول ہوئی تھیں۔ کفار مکہ کی سخت عداوت اور ایذاء کو جو وہ آنحضرتؐ کو پہنچاتے تھے۔ دیکھ کر یمامہ سے غلہ کا مکہ میں جانا بند کر دیا۔ اسپر کفار مکہ نے آپکو لکھا کہ آپ تو صلہ رحم کا وعظ فرماتے ہیں۔ اور ہماری یہ گت ہو رہی ہے کہ بھوکے مر رہے ہیں۔ آنحضرتؐ نے ثمامہ کو لکھا کہ غلہ کی رہ چھوڑ دے۔
سُبحان اللہ اس سے بڑھ کر رحم و حلم کیا ہو سکتا ہے۔ کہ وطن سے نکالنے والوں خون کے پیاسوں کے ساتھ یہ سلوک مرعی ہوتا ہے۔ صدق اللہ عزّ وجلّ وما ارسلناک اِلّا رحمۃ للعٰلمین۔

ع جانہائے فدائے تو کہ عجب کار میکنی

آپکے حلم اور رحم کی مثالیں صدہا موجود ہیں۔ تاریخدان ان کو خوب جانتے ہیں ؛

آپؐ کی صداقت سچائی بھی سب موافق و مخالف مانتے تھے۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ۔ وأنذِر عشیرتکَ الاقربین تو آپؐ جبل صفا پر چڑھے اور قریش کے مختلف قبیلوں کو پکارنے لگے یہانتک کہ وہ سب جمع ہو گئے۔ اور اگر کوئی بیماری کی وجہ سے نہیں جا سکتا تھا۔ تو اُس نے اپنا قائم مقام بھیجدیا ابو لہب بھی اس میں شریک تھا۔ پس آپؐ نے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ بتاؤ تو سہی کہ اگر مَیں تمھیں خبر دوں۔ کہ ایک لشکر اس پہاڑی کے دامن سے نکلکر تم پر لوٹ مار کرنا چاہتا ہے۔ تو کیا تم مجھے اس قول میں سچّا سمجھو گے۔ یا نہیں۔ تو سب نے یک زبان ہو کر کہا کہ ہم نے آپکے اوپر سوائے سچ کے اور کسی چیز کا تجربہ نہیں کیا۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ مَیں تمھارے لئے ایک سخت عذاب کے آگے ڈرانے والا ہوں تم اسکو بھی سچّا مانو۔

اسی طرح جب ابو سفیان ہرقل کے سامنے پیش ہُوا۔ تو ہرقل نے اُس سے سوال کیا۔ کہ کیا تم محمّد رسول اللہ کو اسکے دعویٰ سے پہلے جھوٹ سے متہم کیا کرتے تھے؛ ابو سفیان نے جواب دیا نہیں۔ ہرقل نے کہا کہ جو شخص انسانوں کے اوپر جھوٹ نہیں بولتا۔ وہ خدا کے اوپر کیونکر جھوٹ بولنے لگا۔ غرضکہ آپکا سچّا ہونا تمام عرب کے لوگ مانتے تھے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چنانچہ ابو طالب نے اپنی وصیت میں یہ کلمے کہے۔ اِنَّہٗ الامین فی قریشٍ وصدّیق فی العرب۔ کہ وہ قریش میں امین ہے اور تمام عرب میں صدیق مانا گیا ہے۔ اسی طرح پر آپکا جود و سخاوت سب لوگوں پر حاوی تھی۔ جس طرح پر فیضان ابر سب جگہ پر برستا ہے۔ اسی طرح پر آپکی جود و سخا کا بادل ہر کس و مہ پر برستا تھا۔

چنانچہ جابرؓ سے روایت ہے۔ کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ نے کبھی کسی مانگنے والے کو لا نہیں کہا۔ اسی طرح پر انسؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلعم سے سوال کیا تو آپنے اسکو اتنی بکریاں دیں کہ وادی بھر گئی۔ وہ اپنی قوم کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مسلمان ہو جاؤ۔ خدا کی قسم محمدؐ اتنی عطا بخشتا ہے کہ اس کے بعد فقر کا خوف نہیں رہتا۔

آپ اپنے صحابہؓ پر نہایت درجہ کی شفقت فرمایا کرتے تھے چھوٹے بچوں سے پیار کرتے تھے کسی کی دل آزاری نہیں فرماتے تھے۔ آپنے ہاتھ سے کبھی کسی چیز کو بھی نہیں مارا۔ نہ عورت کو نہ خادم کو۔ آپکی ایک شفقت کی مثال پیش کرتی ہوں:۔

ایک شخص زاہر نامی جو جنگل میں رہتا تھا وہ جنگل سے آپکے لئے تحفہ لاتا۔ اور آپ اسکے لئے شہر سے کھانا وغیرہ طیّار کر کے دیتے۔ حضورؐ فرمایا کرتے کہ زاہر ہمارا جنگل ہے۔ اور ہم اسکے شہر ہیں۔

آپ اس سے محبت کیا کرتے تھے اور وہ شکل کا اچھا نہ تھا۔ ایک دن وہ بازار میں اپنا اسباب بیچ رہا تھا۔ نبی کریم صلعم نے اسکی آنکھ بچا کر اُسکے پیچھے سے اُسکو بغل میں لیا۔ پس وہ کہنے لگا کون ہے مجھے چھوڑ دو۔ لیکن جب وہ پہچان گیا کہ آنحضرت صلعم ہیں۔ تو خوب اپنے آپکو آنحضرتؐ کے بدن کے ساتھ ملنے لگا۔ آنحضرتؐ فرمانے لگے کون اس غلام کو خریدتا ہے اُس نے عرض کی یا رسول اللہ قسم خدا کی میں تو بدشکل ہوں اسواسطے ارزاں رہونگا۔ آپنے فرمایا نہیں نہیں بلکہ تو خدا کے حضور میں بڑا گراں قیمت ہے۔

غرضکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسن و احسان کے دونو وصفوں کے منبع تھے۔ بلکہ اپنے اخلاق میں مظہر اتم اُلوہیت تھے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔ ؎

محمد عربی بادشاہ ہر دو سرا ✤ کرے ہے رُوح قدس جسکے در کی دربانی
اُسے خدا تو نہیں کہ سکوں پہ کہتا ہوں ✤ کہ اسکی مرتبہ دانی میں ہے خدا دانی

کیا ہی خوش نصیب وہ آدمی ہے جس نے محمد مصطفےٰؐ کو پیشوائی کے لئے قبول کیا۔ اور قرآن شریف کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رہنمائی کے لئے اختیار کر لیا۔

میرا یہ مضمون اس بات پر ہے۔ کہ آنحضرت صلعم ہی خدا کے بعد ایسی ہستی ہیں۔ جو کامل محبت کے سزاوار اور لائق ہیں۔

صحابیات کی محبت جو آپ کے ساتھ تھی اسکی دو مثالیں آپ کے سامنے پیش کر کے اس بات کی ملتجی ہوں کہ آپ بھی ایسی محبت کو پیدا کریں:۔

سعد بن ابی وقاص رضؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ آنحضرتؐ اُحد سے واپس آتے ہوئے لشکر عظیم میں ایک عورت کے پاس سے گذرے جو بنی دینار میں سے تھی۔ اور اسکا خاوند اور بھائی اور باپ اُحد میں شہید ہو چکے تھے جب ہر سہ کی اسکو موت کی خبر دیگئی۔ تو اُس نے کہا کہ مجھے رسول اللہؐ کی حالت بتاؤ۔ جب اسکو کہا گیا کہ رسول اللہ الحمد للہ اچھے ہیں۔ اُسنے کہا مجھے دکھاؤ تاکہ میں آپکی زیارت کروں۔ جب اسکو بتایا گیا تو اسنے دیکھتے ہی کہدیا۔ کل مصیبۃٍ بعدک جلل۔ کہ آپ کے دیکھنے کے بعد تمام مصیبتیں ہلکی ہو جاتی ہیں۔

(۲) اُم سلیم سے روایت ہے جو حضرت انسؓ کی ماں ہیں۔ وہ کہتی ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں آیا کرتے تھے۔ اور میں آپکے لئے ایک چمڑے کا بستر بچھا دیتی جسپر آپ قیلولہ فرمایا کرتے تھے۔ اور وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلعم کو پسینہ بہت آیا کرتا تھا۔ تو میں آپکے پسینہ کو ایک شیشی میں جمع کر لیتی۔ پھر اسکو مُشک میں ڈالتی۔ اور وہ مُشک تمام مُشکوں سے عمدہ ہوتی۔ پس کیا ہی محبت ہے کہ آپکے پسینہ کو بھی ضائع نہیں جانے دیا جاتا تھا۔

پس میری پیاری بہنو اور بھائیو! ہمیں بھی آنحضرتؐ کے ساتھ کمال محبت رکھنی چاہیئے۔ وہ اس طرح سے کہ آپکی کامل اتباع کریں۔ اور آپکے حکموں کو کسی کے حکم کے مقابل نہ ملائیں۔ اور ہم کثرت سے درود شریف پڑھیں۔ کیونکہ آپ نے فرمایا ہے۔ کہ جو مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھتا ہے۔ خدا تعالیٰ اُسپر دس دفعہ نظر رحمت فرماتا ہے۔ تمام ہموم و غموم کیلئے درود شریف ایک کامل نسخہ ہے۔ ہمیں درود شریف پڑھکر دعا کرنی چاہیئے کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ترقی ہو اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہٖ کی صحت اچھی ہو تا یہ مظہر اتم خلیفہ ثانی عمر فاروق دنیا میں اسلامی روشنی کو اقطار و اطراف میں پھیلادے۔ (آمین) والسلام۔

اللّٰھم صل علیٰ سیدنا و مولٰنا محمدٍ و اٰلہ و اصحابہ اجمعین ٥

الحمد للہ الذی ھدیٰ قلبنا لمحبتہ و لحب رسولہ و جمیع عبادہ المقربین ٥

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اُسوۂ سیّد الانام

بجواب

محمد صاحب ازروئے اسلام

(گذشتہ سے پیوستہ)

دلیل چہارم کا تفصیلی جواب اب اسکے بعد میں اُنکی اُس چوتھی دلیل کا جواب لکھنا چاہتا ہوں۔ جسکو انہوں نے اپنے اسی زعمِ باطل کے تائیدی اثبات کے ماتحت درجِ رسالہ فرمایا۔

چنانچہ ہمارے پادریصاحب لکھتے ہیں کہ شعراءِ عرب چونکہ اپنے اشعار میں لفظِ اللہ خداوند تعالیٰ کے معنی میں استعمال کرتے تھے۔ اور چونکہ وہ کعبہ کو بیت اللہ کے نام سے موسوم کیا کرتے تھے۔ اسلئے وہ نہایت ہی نیک و پاک اور عابد و زاہد تھے۔ خدا کے عشق میں ترقی یافتہ اور اُسکی محبّت کی مَے سے مخمور تھے۔ مگر ہمارے پادریصاحب .. .. اس بات کو قطعاً فراموش کر چکے ہیں۔ کہ علم بغیر عمل کے کچھ نہیں۔ اور دعویٰ بلا دلیل کے کچھ نہیں۔ اگر کوئی شخص اس بات کا علم رکھتا ہے کونین بخار کو دُور کر سکتی ہے۔ یا وہ اس بات کو جانتا ہے۔ کہ بھڑ کاٹے تو کیا علاج ہے۔ اور جو بچھو کاٹے تو کیا علاج۔ اور یا وہ علم رکھتا ہے کہ زکام اور ہچکی کا فلاں علاج ہے۔ اور داڑھ کے درد کا فلاں علاج۔ اور یا وہ علم رکھتا ہے کہ کان کے درد کیلئے فلاں ادویہ مفید ہیں۔ اور کھانسی کیلئے فلاں نسخہ جات۔ اور یا ایسے ہی بعض اور امور کا وہ علم رکھتا ہے۔ جو اُسکے جسمانی نظام کو نہایت ہی اعلیٰ صورت میں مکمّل کرنیوالے ہوں۔ تو کیا کوئی شخص ایسا کہہ سکتا ہے کہ اس کا علم ہی اس کے لئے کافی ہے اور اسکا جاننا ہی اس کے لئے وافی۔ اور اُسے عمل کی اب کوئی ضرورت نہیں۔ اور اُسے قطعاً اس بات کی ذرہ حاجت نہیں۔ کہ وہ اوقاتِ مناسب پر اُس علم کے ماتحت اپنی بیماریوں کو بھی دُور کر سکے۔ اور جبکہ دنیا میں ہمیں کوئی بھی شخص ایسا نہیں مل سکتا جو ایسے قول کا قائل ہو۔ تو لازماً ہمیں یہی نتیجہ نکالنا پڑا۔ کہ ”دنیا کے کسی کونہ میں صرف علم ہی انسانی نجات کیلئے کافی نہیں ہوتا۔ جب تک کہ اُس علم کے ماتحت انسانی اعمال بھی نہ آئیں۔ اور جب تک کہ انسان اُن علوم کو اپنے اعمال کا جامہ بھی نہ پہنائے“ پس میں کہتا ہوں۔ کہ کیا ہُوا۔ اگر اہلِ عرب لفظِ اللہ کو اپنے اشعار میں لاتے تھے۔ اور اسکا ذکر اپنی مجالس میں لے بیٹھتے تھے۔ اس سے اُنکی کونسی خوبی ثابت ہوئی۔ اور وہ کونسی ایسی نیکی ہے جو اس قول سے ظاہر ہوئی۔ بلاشبہ اس سے تو یہی ثابت ہُوا۔ کہ وہ اتنا علم ضرور رکھتے تھے۔ کہ اُوپر کوئی ایسی ہستی بھی حکمران ہے۔ جو اللہ کہلانے کا استحقاق رکھتی ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مگر مَیں پوچھتا ہوں کہ کب اُنکے دل اُس مودّت و اُلفت سے سرشار ہوئے جو خدا کے بندوں کو اپنے خالق سے ہونی چاہیئے۔ زبان سے تو کہتے کہ ہاں اللہ ہے اور ضرور ہے۔ مگر دل کہتے کہ کوئی اللہ نہیں۔ جو کچھ ہیں وہ یہی بُت ہیں۔ وہ خدا کا علم رکھتے۔ مگر اپنے اعمال سے وہ یہ دکھاتے کہ کوئی خدا نہیں۔ وہ اپنے دل میں اُسکے لقاء کی خواہش نہ رکھتے۔ اور اُسکے پیار کی تڑپ اور اُسکے تقرّب کی آرزو پیدا نہ کرتے۔ پس اُنکا اللہ کہنا اُنکے کام نہ آیا۔ اور اُنکا اپنے اشعار میں اُسکا ذکر لانا فائدہ مند ثابت نہ ہُوا۔ پس وہ خدا کی درگاہ سے دھکیل دیئے گئے۔ اور اُسکے حضور سے ردّ کر دیئے گئے۔ کیونکہ وہ خدا سے دھوکہ کرتے۔ اور اُسے فریب دینا چاہتے تھے۔ وہ اپنے عالم الغیب خدا کو محض مُنہ کی ایک یا دو پھونکوں سے خوش کرنا چاہتے تھے۔ درانحالیکہ خدا لبوں کی باتوں پر نہیں جاتا۔ بلکہ انسانِ مومن کی قلبی کیفیات کو دیکھتا اور اُنکے مطابق اُس سے سلوک کرتا ہے۔ پس یہ کیوں دیکھتے ہو کہ آیا وہ کبھی اپنی زندگی بھر میں خدا کا نام لے بھی بیٹھتے تھے یا نہیں۔ دیکھو یہ کہ خدا کو جان کر انہوں نے اپنے اعمال میں کونسی ترقی کی اور اپنے افعال میں کونسا تغیّر پیدا کیا۔ وہ باوجود اللہ کہنے کے زنا کرتے رہے اور ڈاکہ مارتے رہے۔ چوریاں کرتے رہے اور جوا کھیلتے رہے۔ اب بتلاؤ کہ کیا ایسے لوگ جنکے اعمال اس درجہ تک گر چکے ہوں۔ اُنکے متعلق محض اُنکے اللہ کہنے سے ہم یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ یہ تو بڑے نیک اور پارسا ہیں۔

شعراءِ عرب کی حالت

اب اِس کے بعد مَیں اُس سبعہ معلّقہ سے چند اشعار بطورِ نمونہ لکھنا چاہتا ہوں جسکا ذکر ہمارے پادری صاحب نے اپنی اسی دلیل میں کیا ہے۔ اور جسکے متعلق یہ لکھا ہے کہ وہ اگر ذکرِ الٰہی سے پُر اشعار دیکھنا پسند کرتے ہوں۔ تو جائیں اور سبعہ معلّقہ کو اُٹھائیں۔ پھر اُسے پڑھیں۔ اور اُنکے قول کی اس طرح تصدیق کرنیوالے بنیں۔ مگر مَیں اُن اشعار کو لکھتے وقت اپنے جسم پر لرزہ پاتا ہوں۔ اور اپنے قلم کو رُکتا دیکھتا ہوں۔ تاہم امرء القیس کے ایک قصیدہ میں سے دو یا چار اشعار بطورِ نمونہ درجِ مضمون کرتا ہوں۔ مگر اس بات کا بتلا دینا بھی میں ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ یہ امرء القیس زمانہ جاہلیت کے شعراء میں ایک ممتاز مقام رکھتا تھا۔ پھر نہ صرف شعراء کے نزدیک ہی بلکہ عام لوگوں کی نظروں میں بھی معزّز و مکرّم تھا۔ ایسا نامور اور مشہور شاعر اپنے اشعار میں جس طرح کھلے بندوں اخلاق کی مٹی پلید کرتا اور اپنی محبوبہ سے اپنی سابقہ بے حیائی و بے غیرتی کا جن الفاظ میں تذکرہ کرتا ہے۔ اُس کا پتہ اس شعر سے بخوبی چل سکتا ہے۔ جسمیں وہ بڑے مزے سے کہتا ہے ؎ :-

(۱) فمثلکِ حُبلیٰ قد طرقتُ ومُرضعٍ ✤ فالھیتُھا عن ذی تمائمَ مُحولِ

پھر کہتا ہے ؎ :-

(۲) اذا ما بکیٰ من خلفھا انصرفت لہ ✤ بشقٍّ وتحتی شقّھا لم یُحوّلِ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پھر یہاں تک کہہ دیا ہے:-

(۳) وبیضۃِ خدرٍ لا یرامُ خباؤھا ❊ تمتّعتُ من لھوٍ بھا غیرَ مُعجلِ

اس سارے قصیدہ کو آپ شروع سے آخر تک پڑھ جائیں۔ پھر نہ صرف اسی اکیلے کو بلکہ باقی اُن چھ قصائد کو بھی جو کہ اسی مجموعہ میں درج ہیں۔ اور پھر آپ دیکھیں۔ کہ کیا فی الواقع اہلِ عرب اللہ تعالیٰ کی محبّت میں مخمور تھے۔ یا دُنیائے فانی کے حُسن و عشق کے پیچھے پڑے تھے۔ مَیں سچ کہتا ہوں۔ کہ آپ لوگ کبھی یہ نہ کہیں۔ کہ وہ دل ودماغ جن سے ایسے حیا سوز اشعار نکلے نیکی و شرافت سے ایک شمّہ بھر بھی حصّہ رکھتے تھے۔ بلکہ یہی کہیں۔ کہ وہ کُلّی طور پر تہذیب و شائستگی سے خالی ہو چکے تھے۔ اور انسانیت کے لئے باعثِ عار بن چکے تھے۔ ہائے افسوس۔ کہ لوگ کیوں اتنا نہیں سوچتے۔ کیا ان اشعار کو بھی پڑھکر آپ لوگوں میں سے کوئی بھی یہ کہنے کا حق رکھتا ہے کہ وہ تو بڑے نیک و پاک تھے۔ اور شرافت و پاکیزگی میں بہت بلند درجہ رکھتے تھے۔ اگر ایسے بھی لوگ نیک اور پاک کہلا سکتے ہیں۔ تو بخدا پھر دنیا میں کوئی بھی بد نہیں۔ اور کوئی بھی بُرا نہیں۔

پھر کہا گیا ہے کہ اہلِ عرب چونکہ اپنے کعبہ کو بیت اللہ کے نام سے موسوم کیا کرتے تھے۔ اور چونکہ بیت اللہ کے اندر ایک لفظِ اللہ بھی آتا ہے۔

لہٰذا اس صورت وحالت میں بھی ہم اہلِ عرب کو عابد و زاہد کہنے میں اور اُنکو خدا پرست کے نام سے موسوم کرنے میں کُلّی طور پر حق بجانب ہیں۔

بھلا پادری صاحب اگر زمانہ جاہلیت کے اہلِ عرب اُس کعبہ کو بیت اللہ کے نام سے نہ پکارا کرتے۔ تو کیا وہ یہ کہتے کہ "اے وہ گھر جو خدا کا نہیں"۔ وہ یقیناً ایسا کبھی نہیں کہہ سکتے تھے۔ بلکہ بیت اللہ کہنے پر وہ مجبور تھے۔ کیونکہ حقیقت میں وہ خدا ہی کا گھر تھا۔ جسے خدا کے حکم کے ماتحت اُسکے پاکیزہ ومطہّر نفوس نے مکّہ کی سرزمین میں بسایا۔ اور جسکے متعلق خدا ہی نے فرمایا۔ "واَذّن فی الناسِ بالحج یاتوک رجالًا وعلٰی کُلّ ضامرٍ یاتین من کلِّ فجٍ عمیق (پ۱۷ سورۂ حج)

کعبہ کا دوسرا معروف نام بیت اللہ تھا۔ اور اب بھی اُسکا یہی نام ہے۔ پس اگر اہلِ عرب اُسی کعبہ کو کبھی بیت اللہ بھی کہہ لیتے تھے۔ اور اس سے یہی کچھ ہم سمجھ سکتے ہیں کہ وہ کبھی اُسکے دوسرے معروف نام سے بھی اُسے پکار لیا کرتے تھے۔ اور جبکہ بیت اللہ اُسکا نام ہوا۔ تو کس طرح صرف نام لینے سے کوئی تقویٰ و طہارت میں کامل کہا جا سکتا ہے۔ تم سوچو اور غور کرو۔ اور یہ سمجھو۔ کہ صرف نام لینے سے کسی حقیقت کا پتہ نہیں چلتا۔ بلکہ اُس نام لینے والے انسان کے تمام تر افعال کو بنظرِ غور دیکھا جاتا ہے۔ اور تب اس کامل غور کے بعد ایسا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Vaccination کا ہو کہلایا غیر تعلیم یافتہ۔ گنوار چھوکری کے الفاظ "سروش غیبی" تھے جس نے اسکو پیغمبر بنا دیا۔

احمدیوں اور غیر احمدیوں میں مقدمہ تھا۔ ہماری طرف سے دُو وکیل پیروکار تھے۔ ایک پوئنٹ پر جونیر وکیل نے سینیر سے کہا کہ یہ زیادہ وقیع contention نہیں ہے۔ سینیر نے کہا ہمارا کتابی علم بیشک یہی کہتا ہے لیکن میں کیا کروں۔ کل رات جبکہ میں جواب لکھ رہا تھا کہ ایک "بڈھا" مجھے نظر آیا اور تاکید کی کہ اس point کو سب سے پہلے رکھوں۔ جونیر صاحب کا شرح صدر نہ ہُوا۔ ڈگری ہوئی تو معلوم ہُوا کہ وکیل کی قابلیت اُس کی ذمہ دار نہیں ہے بلکہ وہ خیال جو اُس "بڈھے" نے پیدا کیا۔

دنیا کے اس پار پہنچنے کی دُھن کولمبس کو کس طرح لگی۔ عقل نے اسکے کان میں کہا "یہ پھل پھول بہتے آتے ہیں زمین اور آبادی کا نشان ہیں۔" دماغ کے خانوں میں بہتیرے خیال آتے جاتے ہیں لیکن اس خیال نے کچھ ایسا وارفتہ کر دیا کہ متواتر ناکامیابیاں اُسے متزلزل نہیں کر سکیں۔

"آمد" اور "آورد" کی بحث مُدتوں سے سُنتے چلے آتے ہیں۔ حق تو یہ ہے کہ "تلمیذ الرحمٰن" کی زبان پر کوئی چست مصرعہ اچھوتا خیال آجاتا ہے جو اُسے حیات جاودانی دے جاتا ہے۔ یہ نہ کہو کہ شاعر اترا کر کہتا ہے کہ "ہم آسمان سے لائے ہیں ان زمینوں کو"، حقیقت میں وہ آسمانوں سے ہی لاتا ہے۔ اور وہ خیال اُس غیر فانی کارگاہ سے آتا ہے جس پر وعلّم الانسان مالم یعلم کا سائن بورڈ لگا ہے۔ اس لئے اپنے شاعر کو بھی بقائے دوام دے جاتا ہے۔ کبھی شاعر کی یاد فراموش ہو جاتی ہے لیکن وہ اچھوتا خیال زندہ رہتا ہے۔

عروض و موسیقی سچ پوچھو تو خلیل کی نہیں بلکہ ہاون دستہ کی اُس آواز کی منت کش ہیں جنہوں نے خلیل کی توجہ کو اپنی طرف مبذول کر کے کہا۔ "اب ہم نے عالم شہود کی سیر کا فیصلہ کر لیا ہے۔ نازک خیال شاعروں کے دماغ کے پردے اور موسیقی کے تاروں پر ہماری حکومت ہوگی۔"

کیا یہ سچ ہے کہ اشرف المخلوقات نے مکڑی سے کپڑا بُننا سیکھا۔ تنی ہوئی تانت پر ہوا جو گذری تو انکو باجہ بنانا ہاتھ آیا۔ قابیل نے دفن کی ترکیب کوّے سے سیکھی۔ آئین سیاست اور جہانبانی کے اصول شہد کی مکھی نے سکھائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہنے والا جس طریق پر بھی چلتا نظر آئے۔ اور جن خیالات و عقائد کا بھی وہ مؤید پایا جائے۔ اُنہی عقائد سے وہ نامزد کیا جاتا۔ اور اُسی طریق کا وہ پابند پُکارا جاتا ہے۔ اور جبکہ یہی ایک درست اصل ٹھیرا۔ تو تم کیوں اہلِ عرب کو بھی اسی اصل کے ماتحت نہیں لاتے اور کیوں اُنہیں محض اتنی معمولی بات پر طہارت کاملہ کا وارث ٹھیرالیتے ہو۔ اے کاش کہ تم کچھ سوچتے اور سمجھتے؟

ہمارے پادری صاحب لکھتے ہیں کہ "یہودی اور مسیحی اہلِ کتاب بمقابلہ مشرکین زیادہ عالم اور بارسوخ لوگ تھے۔ اور اُنھوں نے اہلِ عرب کے مذہب پر بہت تاثیر کی ہوگی" صفحہ ۴

مَیں یہ پوچھتا ہوں۔ کہ کیا یہ بھی کوئی دلیل ہے اور یہ بھی کچھ ثبوت ہے۔ کہ یہودیوں اور مسیحیوں نے بوجہ اپنی علمیّت و رسوخ کے اہلِ عرب پر بہت سا اثر ڈالا ہوگا۔ اور بوجہ اُنکی علمیّت کے اہلِ عرب نے اُن سے کوئی خاص اثر قبول کیا ہوگا "کیا" ہوگا "بھی کوئی دلیل ہوتی ہے۔ اور "کیا" ہوگا "بھی کسی قطار میں شمار ہوتا ہے۔ یقیناً ایسا شخص جو دلائل دیتے وقت اُن کے اواخر میں جا کر یہ لکھدے کہ "ایسا ہُوا ہوگا" اُسکے متعلق یہی کچھ امید کیجا سکتی ہے۔ کہ اب اسکے پاس سے ذخیرہ ختم ہوگیا۔ اور علم جاتا رہا۔ اور فہم اُڑ گیا۔ اور اب سوائے "ہوگا" کے جو محض ایک توہّم ہے اور محض ایک خیال ہے۔ کوئی یقینی بات اور کوئی پختہ ثبوت اُسکے پاس نہیں رہا۔ تم اُس زمانہ کے مسیحیوں کو عالم اور بارسوخ کہتے ہو۔ پھر یوں گویا ہوتے ہو۔ کہ اُن بارسوخ لوگوں نے اہلِ عرب پر بڑا اثر ڈالا ہوگا۔ کیا سر ولیم میور نے یہ نہ لکھدیا تھا۔ جو آج پھر تم اپنی بے دلیل باتیں کہے جاتے ہو۔ اُس نے تو صاف طور پر لکھدیا تھا۔ اور ہاں تعصبات سے الگ ہو کر لکھا تھا۔ کہ:۔

"ساتویں صدی کی عیسائیت نہایت گری ہوئی اور فاسقانہ حالت میں تھی۔ مختلف فرقوں کے جھگڑوں سے یہ کسی کام کی نہ رہ گئی تھی۔ اور ابتدائی زمانہ کے پاک ایمان کی بجائے وحشیانہ توہم پرستی اس میں رائج ہوگئی تھی" (لائف آف محمد صلعم)

پھر کس طرح تم اُنہیں بارسوخ کہ سکتے ہو۔ پھر دوسری جگہ یہی سر ولیم میور لکھتا ہے کہ:۔

"عیسائی مذہب کے پانچسو برس کے وعظ کے بعد خال خال عیسائی ہمیں نظر آتے تھے۔ جیسے نجران میں بنی حارث۔ یمامہ میں بنی حنیفہ اور تیمہ میں بنی طئے۔ انکے سوائے اور کوئی نظر نہیں آتا"

کیا اب بھی تم یہ کہنے کا حق رکھتے ہو۔ کہ اُن عیسائیوں نے اہلِ عرب پر بڑا اثر ڈالا۔ اور اُنکو اپنے رنگ میں اپنی طرح رنگین کیا۔ کیا صاف طور پر یہ معلوم نہ ہُوا۔ کہ تم باتیں وہ کہتے ہو جنکی سچائی مشتبہ ہو۔ اور جنکی درستگی غیر محقق ہو۔ ہاں سچی اور یقینی بات وہی ہے جسکا اظہار سر ولیم نے کیا کہ کوشش تو بڑی ہوئی۔ مگر خال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خال عیسائی پیدا ہوئے وبس۔ اور ان معدودے چند عیسائیوں کو جو نہایت گری ہوئی حالت میں تھے اتنا بڑھانا اور اتنی ترقی دے دینا کہ گویا وہ اتنے بارسوخ تھے کہ انکی علمیت کے دائرہ کے اندر تمام اہل عرب آگئے تھے کسقدر مبالغہ اور کسقدر غلط بیانی ہے۔ الامان۔ الحفیظ۔

کچھ اس سے بھی زیادہ پُر لطف ایک اور تحریر ہے۔ جو کہ سر ولیم میور نے ایک اور موقع پر اپنی تصنیف لائف آف محمد (صلعم) میں درج کی ہے یعنی یہ عبارت کہ:۔

"محمد (صلعم) کی بعثت سے پہلے عرب کیحالت مذہبی تبدیلی کے قبول کرنے سے ایسی ہی دُور پڑی تھی۔ جیسے باہمی اتفاق اور اتحاد پیدا کرنے سے دُور تھی۔ عربوں کے مذہب کی بنیاد ایسی سخت بُت پرستی تھی جسکی جڑھیں نہایت گہری لگ چکی تھی۔ جس نے صدیوں تک مصر اور شام کے عیسائیوں کی تمام کوششوں کا ایسا مقابلہ کیا تھا۔ کہ گویا اُنکا اسپر کچھ اثر ہی نہ تھا"

اب کیا ایسا کوئی بھی شخص ہے۔ جو ان عبارات مندرجہ بالا کو پڑھکر جو کہ عیسائی قوم کے ایک معزز ممبر کی طرف سے ہیں۔ ہمارے مصنّف رسالہ کی باتوں کو اپنے ذہن میں جگہ دے۔ اور انپر آمنا وصدقنا کہدے ہیں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ کس جرأت اور دلیری سے صحیح اور درست واقعات کو چھپایا جاتا اور علی الاعلان ایسی باتوں کا اظہار کیا جاتا ہے۔ جنکی تردید خود انہی کے ہمقوم اصحاب بڑی وضاحت سے کر چکے ہیں۔

اب اسکے بعد پھر یوں کہا جاتا ہے۔ کہ موسیٰ کے ماننے والوں نے۔ ہاں اہل یہود نے باشندگان عرب پر نہایت ہی گہرا اثر ڈالا۔ اور اپنی نیکی اور تقوی کا ساحرانہ اثر انپر ڈالتے ہوئے انہیں اپنے رنگ میں رنگین کر لیا۔ مگر کیا یہ ہنسی کی بات نہیں۔ اور کیا یہ تعجب اور حیرت کی بات نہیں۔ کہ یہ نیکی کا اثر ڈالنے والے وہ بگڑے ہوئے یہود ہیں۔ جنکی اصلاح کے لئے خدا نے بقول عیسائیاں اپنا اکلوتا بیٹا یسوع بھیجا۔ اور اس نے پے در پے انہیں سمجھایا۔ اور بار بار کہا کہ دیکھو اپنی برائیوں کو چھوڑ دو۔ اور بدیوں سے بچ جاؤ۔ اور میرے دامن سے وابستہ ہو جاؤ۔ کہ اسی میں سراسر خیر اور سراسر بھلائی اور برکت ہے مگر ان یہود نامسعود نے "کانٹوں کا تاج بناکر اُسکے سر پر رکھا۔ اور ایک سرکنڈا اسکے دہنے ہاتھ میں دیا۔ اور اُس کے آگے گھٹنے ٹیک کر اُسے ٹھٹھوں میں اڑانے لگے کہ اے یہودیوں کے بادشاہ آداب اور اُسپر تھوکا۔ اور وہی سرکنڈا لیکر اُسکے سر پر مارنے لگے۔ اور جب اُسکا ٹھٹھا کر چکے۔ تو چوغے کو اُسپر سے اتار کر پھر اُسی کے کپڑے اُسے پہنائے اور صلیب دینے کو لیگئے" (متی ۲۷ / ۲۹-۳۱)

کیا ایسے یہود نامسعود۔ اور ایسی گمراہ قوم۔ مسیح علیہ السلام کے چھ سو سال بعد اور بگڑنے اور زیادہ برائیوں میں ترقی کرنیکے بعد اہل عرب پر اپنی نیکی و تقوی کا گہرا اثر ڈالتی۔ اور انہیں اپنا ہمرنگ بنا سکتی ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اُف اسلام کی مخالفت اور اُسکی عداوت و معاندت میں اس بات کو قطعاً فراموش کر دیا گیا کہ کیا یہ وہی قوم تو نہیں۔ جس نے خدا کے فرستادہ کو جھٹلایا۔ اور اُسکی دعوت کو ردّ کیا۔ پھر اُسے مختلف اقسام کے دُکھ دیئے۔ اور اُسے رنج پر رنج پہنچایا۔

پھر لائف آف محمد (صلعم) مصنّفہ سر ولیم میور کو اُٹھاؤ۔ اُسے پڑھو اور غور سے پڑھو۔ اُس نے ان امور کا بھی فیصلہ کیا ہے۔ اور اچھی طرح فیصلہ کیا ہے۔ اُس نے نہایت ہی عمدگی سے لکھا ہے کہ:۔

"یہودی مذہب جو اس سے بھی بڑھکر (یعنی عیسائیوں سے بھی زیادہ) طاقتور تھا۔ اُس نے بھی متفرق زمانوں میں تھوڑی تھوڑی کوشش کرکے چند لوگوں کو اپنے اندر شامل کیا۔ مگر یہودی مذہب تبلیغ میں بہت ہی سُست ہو گیا تھا۔ اس طرح پر عرب کی مذہبی سطح عیسائیت کی کمزور سی کوشش کبھی کبھی کوئی چھوٹی سی لہر نمودار ہوتی تھی۔ بعض دفعہ زیادہ گہری موجوں میں یہودیت کا اثر نمودار ہوتا تھا۔ مگر اندرونی بُت پرستی کی موجیں نہایت بلند تھیں"

پھر ایک دوسرے موقع پر اُس نے صاف طور پر لکھدیا کہ:۔

"تمام کوششیں جو اسلام سے پہلے اُنکے ایک کرنے کیلئے کی گئیں وہ بے سُود اور ناکام ثابت ہوئیں"

اور حقیقت بھی یہی ہے اور سچائی بھی یہی۔ کہ اہلِ عرب میں باوجود یہودیوں کے موجود ہونیکے اور باوجود عیسائیوں کے رہنے کے اور باوجود بقیہ کچھ اور مذاہب کے بھی پائے جانے کے عرب کا عام مذہب بُت پرستی ہی تھا۔ اور ان مختلف مذاہب نے ایک رائی برابر بھی ان اہلِ عرب پر اثر نہیں ڈالا تھا۔ اور یقیناً نہیں ڈالا۔

ان اہلِ عرب کے لئے۔ ہاں اس ظلمت کدہ کیلئے ایک ایسے روحانی سورج کی ضرورت تھی۔ جو چڑھتا اور اس جنگل و بیابان کے ہر ایک حصّہ کو پُر نور و منوّر بنا دیتا۔ ہاں اس ویران شدہ آبادی کیلئے کسی ایسے آسمانی پانی کی حاجت تھی۔ جو اُترتا۔ اور اس زمین کے ہر چپّہ کو تر و تازہ اور سر سبز و شاداب بنا دیتا۔ ہاں ان اہلِ عرب کی روحانی بھوک کیلئے ایک اتنے بڑے مائدہ کی حاجت تھی۔ جو نہ صرف اُنہی کو سیر کرتا۔ بلکہ اُنکی نسلوں کو اور اُنکی آیندہ ہونیوالی اولادوں کو اور اولادوں کی اولادوں کو شکم سیر بنا دیتا۔ پس اے عزیزو! اور دوستو! خدارا غور کرو۔ اور دیکھو کہ دنیا فانی ہے اور اسکی عزتیں آنی۔ اُس وقت کے حالاتِ عرب پر غور کرو۔ اور اہلِ عرب کو نیک اور پاک نہ کہو۔ پھر ایمان لاؤ اُس سرورِ انبیاءؐ پر اُس شاہِ ہر دو عالم پر جس نے آکر اپنی سُریلی آواز سے تمام متفرق بھیڑوں کو جمع کیا۔ اور تمام تشنہ لبوں کو پانی پلایا۔ اور تمام بھوکوں کو کھانا کھلایا۔ اور تمام حاجتمندوں کی حاجات کو پورا کیا۔ اور ہاں یہ خدا ہی کا فرستادہ تھا۔ کہ اسکی آمد سے دنیا نے پلٹا کھایا۔ اور عالم نے ایک اور عالم دیکھا۔ اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اُنہوں نے جان لیا۔ کہ خدا ہے۔ اور زندہ ہے۔ حیّ ہے اور قیّوم ہے۔ ربّنا حضرت مسیح موعود و مہدیٔ معہود خاتم الاولیاء جری اللہ فی حلل الانبیاء علیہ و علیٰ مطاعہ محمد الصّلوٰۃ والسّلام کے اشعار طیّبہ میں سے صرف دو اشعار اس موقعہ کے لئے موزون سمجھتے ہوئے مَیں اُنہیں درج مضمون کرتا ہوں :۔

کہتے ہیں یورپ کے ناداں یہ نبی کامل نہیں ✣ وحشیوں میں دیں کا پھیلانا یہ کیا مشکل تھا کار
پر بنانا آدمی۔ وحشی کو۔ ہے اک معجزہ ✣ معنیٔ رازِ نبوّت ہے اسی سے آشکار

وِنڈیکیشن آف عالمگیر

مطالعہ تاریخ میں ایک سخت بدبختی یہ لگی ہوئی ہے۔ کہ جتنا بھی اہم کوئی واقعہ ہوتا ہے۔ اتنا ہی وہ واقعہ مشتبہ حالات سے گھرا ہوا ہوتا ہے۔ چنانچہ عالمگیر کے حالات جو کہ ہندوستان کے کُل تاجداروں میں سے سب سے بڑا تاجدار گذرا ہے۔ اسی اصول کی ایک مثال ہیں۔ عالمگیر کے کیریکٹر اور اسکے عہد کے واقعات کے ساتھ جو ناجائز اور ناروا سلوک برتا جاتا ہے۔ اسکی ایک اور وجہ بھی ہے۔ وہ یہ کہ یہ بھی ایک تاریخی اصول ہے۔ کہ جب کسی خاص آدمی یا واقعہ کے متعلق عوام کے دل میں ایک خاص خیال راسخ ہو جاتا ہے۔ تو مؤرخ ان خواہ کسقدر بھی زور لگائے۔ وہ خیال جو ایک دفعہ قائم ہو گیا۔ کسی طرح بھی دُور نہیں ہوتا۔ پس جو کبھی ایک تاریخ نویس نے لکھ دیا۔ اور عوام کے دل میں بیٹھ گیا۔ لوگ نسلاً بعد نسلٍ اسی پر یقین رکھتے چلے آئیں گے۔ اور نہیں غور کرینگے۔ کہ اُن واقعات کے ماخذ پر تو ذرا غور کر لیں۔ پس یہ بھی ایک بڑا سبب ہے۔ کہ عالمگیر پر جو الزامات عائد کیئے جاتے ہیں۔ وہ عوام کے خیال میں سچے اور صحیح امر واقعہ پر مبنی خیال کیئے جاتے ہیں۔ اسکا نتیجہ یہ ہے کہ عالمگیر کو سلطنت مغلیہ کے بدترین تاجداروں میں گردانا جاتا ہے۔ مَیں صحیح دستاویزوں کی روشنی میں یہ امر واضح کرنیکی کوشش کرونگا۔ کہ نہ صرف یہ کہ عالمگیر اُن الزامات سے بکلّی پاک تھا۔ جو اُسپر عائد کیئے جاتے ہیں۔ بلکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ وہ ہندوستان کی تاریخ میں تمام بادشاہوں سے بلند مرتبہ بادشاہ تھا۔

اسکے لئے پہلے ہم اُن الزاموں کو درج کرتے ہیں۔ جو عالمگیر پر لگائے جاتے ہیں۔ پھر تاریخی روشنی میں ان کی درستی یا نادرستی پر غور کرینگے۔

(۱) یہ کہ اُس نے حیدرآباد کی ریاست سے محض اس مذہبی اختلاف کی بنا پر جنگ چھیڑی۔ کہ وہ شیعہ فرمانروا کے ماتحت تھی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ وہ مذہبی باتوں میں سخت متعصب تھا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ بھی کہا جاتا ہے۔ کہ حیدرآباد کو ضعف پہنچا کر خود اُس نے اپنی سلطنت کو کمزور کر دیا۔ کیونکہ دکن میں مرہٹوں کے ساتھ مقابلہ ایسا کرنے سے سخت مشکل ہو گیا۔ اور اس سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ عالمگیر میں مدبر ملک ہونے کی صفت مفقود تھی۔

(۲) یہ کہ اس نے مرہٹوں کی دشمنی آپ سہیڑ لی۔ اور ہمیشہ اُن کے ساتھ جنگ کرنے کے بہانے تلاش کرتا رہا۔ اور اسکا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ مرہٹے خود سلطنت دہلی کیلئے خطرناک حریف پیدا ہو گئے۔

(۳) یہ کہ ہندوؤں کی اُس نے دلآزاری کر کے اپنی سلطنت کے سخت مخالفت کے سامان پیدا کر لئے۔

ظاہر ہے۔ کہ ان الزامات میں سے ہر ایک یہ واضح کر رہا ہے۔ کہ اگر یہ صحیح ہوں۔ تو عالمگیر کے سخت بُرا بادشاہ اور نہایت بے اصول آدمی ہونے میں ذرا شبہ نہیں رہتا۔ لیکن ہم انکو تاریخی روشنی میں دیکھتے ہیں کہ کہاں تک یہ امر واقعہ کے ساتھ مطابقت رکھتے ہیں۔

پہلا حملہ یہ ہے۔ کہ عالمگیر نے ریاست حیدرآباد کو تہ و بالا کر کے سخت ضعف پہنچایا۔ پس یاد رہے۔ کہ دکن میں اسوقت پانچ ریاستیں تھیں۔ گولکنڈہ۔ بیجاپور۔ خاندیس۔ برار۔ احمد نگر۔ یہ پانچوں ریاستیں ہمیشہ ہی آپس میں برسر پرخاش رہتی تھیں۔ یہاں تک کہ اکبر اعظم کا زمانہ آیا۔ اور ان میں کا اکثر حصہ سلطنت مغلیہ کے ساتھ شامل کر دیا گیا۔ جہانگیر اور شاہجہان نے بھی اکبر کی طرح جو انمیں سے باقی تھیں انکو سلطنت میں شامل کرنے کا کام جاری رکھا۔ یہاں تک کہ جب عالمگیر تخت نشین ہوا۔ تو صرف دو باقی رہ گئی تھیں۔ یعنی حیدرآباد اور بیجاپور۔ ریاست بیجاپور نے سیواجی کے ساتھ عہد و پیمان کر لیئے۔ اور باوجود اس امر کے کہ عالمگیر نے حاکم بیجاپور کو بار بار حکم دیا کہ تم اس سردار سے الگ ہو جاؤ۔ جسکے افعال ملک میں سخت بے چینی اور بدامنی پیدا کر رہے ہیں۔ شاہ بیجاپور نے اس مطالبہ پر ذرا بھی توجہ دی۔ یہاں تک کہ اس خود سر کو بزور دستی مغلیہ سلطنت کے ماتحت اور معاون ہونے پر مجبور کیا گیا۔ مگر اسکو معزول نہیں کیا گیا۔ بلکہ وہ سلطنت دہلی کا وظیفہ خوار بن گیا۔

اب جو ریاست رہ گئی۔ وہ صرف حیدرآباد کی تھی۔ اس کا حاکم اسوقت ابو الحسن شاہ تھا۔ یہ شخص امور سلطنت سے خود بکلی غافل رہتا تھا۔ اور اپنے عیش و عشرت میں غرق۔ مآثر الامراء کا مصنف لکھتا ہے۔ کہ ابو الحسن جو تلنگ کا سردار تھا۔ تعیش پرستی میں اسقدر ڈوبا ہوا انسان تھا۔ کہ اپنے پندرہ سالہ دوران حکومت میں ایک دفعہ بھی اپنے دار الخلافہ سے اس نے باہر قدم نہیں رکھا۔ سوائے ایک موقعہ کے کہ وہ گولکنڈہ ایک دفعہ گیا۔ جو دار الخلافہ سے صرف دو میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ گھوڑے کی سواری کی مشق جو ہر روز وہ کیا کرتا تھا۔ اسکو ایک ناقابل برداشت بوجھ سمجھتا تھا۔ اس عرصہ میں سیواجی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عالمگیر کے دربار سے بھاگ آیا تھا۔ اور جب وہ دکن میں پہنچا۔ تو ابوالحسن اسکے ساتھ متحد ہو گیا۔ اور نہ صرف یہ کہ اسکو روپیہ سے امداد دیتا بلکہ اسکو اپنے سپاہی بھی دیئے۔ اور خفیہ خفیہ اسکو ترغیب دیتا رہا۔ کہ مغلیہ سلطنت پر حملہ کرے۔ آخر کار خود ابوالحسن نے جو کسی وجہ سے عالمگیر کے ساتھ ناراض ہو گیا تھا چالیس ہزار سواروں کا لشکر لیکر سلطنت مغلیہ کے مقبوضات پر حملہ کر دیا۔ عالمگیر جنگ کرنا نہیں چاہتا تھا۔ اس نے اعظم شاہ کو ابوالحسن کے خیمہ میں سفیر بنا کے بھیجا کہ جا کے اُس سے شرائطِ امن طے کرے۔ اور صرف اسی بات پر زور دیا گیا کہ سرم اور رائے گڈھ کے علاقے جو ابوالحسن اور اسکے اتحادی سیواجی نے ہمارے مقبوضات میں سے چھین لئے ہیں۔ وہ واپس کر دیئے جائیں۔ لیکن اسکا نہایت مغرورانہ جواب دیا گیا "یہ علاقے جو ہمارے نیزوں کی نوکوں کے ساتھ وابستہ ہیں۔ بھلا کس طرح الگ ہو سکتے ہیں" یہ فقرہ ابوالحسن نے نہایت متکبّرانہ انداز سے کہا۔ اب صورت حالات بالکل واضح ہے۔ وہ حاکم جو کہ کاہل الوجود ہے۔ اور اپنی سلطنت کا انتظام نہیں کر سکتا۔ جو ایک امن شکن کی حمایت کرتا ہے۔ اور امپیریل گورنمنٹ کے علاقے دبا بیٹھا ہے۔ اب اپنے شہنشاہ کے برخلاف براہ راست فوج کشی کرتا ہے۔ نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ کہ اسکو شکست ہوتی ہے۔ اور اسکا ملک امپیریل حکومت کے ساتھ شامل کر دیا جاتا ہے۔ یقیناً اندریں حالات قطعاً شبہ نہیں ہوتا۔ کہ عالمگیر کی نیت نقصان پہنچانا تھی۔ یا یہ کہ اُس نے مذہبی تعصب کی وجہ سے اس ریاست پر حملہ کیا۔ کیا اسکو عقل تسلیم کرتی ہے۔ ہرگز نہیں۔

دوسرا الزام یہ ہے۔ کہ مرہٹوں کو جنگ پر اُس نے خود آمادہ کیا۔ جسکا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ مرہٹوں کی طاقت اسقدر بڑھی۔ کہ آخر الامر اسکی وفات کے بعد ہی مرہٹے سلطنت مغلیہ کے زوال کا باعث بن گئے۔ مگر اسکا کوئی ثبوت نہیں۔ اس سوال کو سمجھنے کیلئے ہم مرہٹہ تاریخ کی ایک خاص شق کا مطالعہ کرتے ہیں۔ ایک شخص "مالوجی" نام نے "لوکی جادو" کی بیٹی سے شادی کی۔ مالوجی ایک مسلمان بزرگ شاہ شریف نامی سے بڑی عقیدت رکھتا تھا۔ اس بزرگ کا مزار اب بھی احمد نگر میں ہے بہت زائرین دیکھنے آتے ہیں۔ مالوجی کے دو بیٹے پیدا ہوئے۔ جن کے نام اس نے اپنے پیر کے نام پر۔ شاہ جی اور شاہ رج رکھے۔ ان میں سے شاہ جی یا ساہو جی سیواجی کا باپ تھا۔ سیواجی پہلے پہل نظام حیدر آباد کے علاقوں میں پناہ گزین ہوا۔ اسکے بعد وہ وہاں سے نکل آیا۔ اور شاہ جہان کی طرف چلا گیا۔ جہاں سے اسے پنجہزاری کا منصب ملا۔ اور عنبر کے کچھ علاقے بھی اسکو دیئے گئے۔ لیکن جب عنبر کو معاف کر دیا گیا۔ تو اسکے علاقے پھر اسکو واپس دیدیئے گئے۔ کیونکہ یہی واجب تھا۔ اسپر ساہو جی شاہ دہلی کے سایۂ حفاظت سے نکل گیا اور بیجاپور کے باغی عادل شاہ سے ملکر دہلی کی مملکت پر لشکر کشی کی لیکن جب شکست کھائی تو ساہو جی پھر اپنے پرانے سرپرست نظام حیدر آباد کے پاس جا پہنچا۔ نظام کی وفات پر اُس نے ایک اجنبی چھوٹا بچہ تخت پر بٹھا دیا۔ اور ریاست کا انتظام خود کرتا رہا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کچھ عرصے کے بعد پونا اور سوپا کے صوبے اسکو شاہ بیجاپور کی طرف سے عطا کیئے گئے۔ ان حالات کے پردے پر اب سیواجی کی ہستی نمودار ہوتی ہے۔ ان دونوں صوبوں کی حکومت سیواجی کے سپرد کر دیگئی۔ سیواجی آہستہ آہستہ بیجاپور کی ریاست کیلئے گھُن کا کام کرنے لگا۔ اسکو کمزور کرتا گیا۔ اور اپنے سواروں کی امداد سے بیجاپور کا بہت سا حصّہ اپنے علاقہ میں شامل کر لیا۔ انجام کار سیواجی اپنے ہی قدیمی آقا بیجاپور کے مقابلہ میں کھڑا ہو گیا۔ اور جب افضل خاں کو اسکی سرکوبی کے لیئے روانہ کیا گیا۔ تو اسکو قتل کر دیا۔ اب سیواجی مغلیہ مقبوضات پر دانت مارنے لگا۔ دہلی سے ایک سپاہ امیر الامراء کی زیر کمان اسکے خلاف بھیجی گئی۔ اس کمانڈر نے پونا اور سوپا کو فتح کر لیا۔ اور سیواجی کو ایسا مجبور کیا۔ کہ اسکو رُوپوش ہو کر جان بچانی پڑی۔ لیکن امیر الامراء ابھی بکلّی قدم نہیں جما سکا تھا۔ کہ سیواجی نے رات کے وقت اچانک حملہ کر دیا اور شکست دی۔ ازاں بعد شاہزادہ معظّم کو سپہ سالار کر کے روانہ کیا گیا۔ اور امیر الامراء کو واپس بُلا لیا گیا۔ سیواجی پھر اچانک چل پڑا۔ اور سورت کے قریب دو قلعوں پر قبضہ کر کے اِردگرد کے علاقوں کو اپنے ساتھیوں کی تاخت و تاراج کیلئے وقف کر دیا۔

عالمگیر نے اب کمال تشویش و خوف محسوس کرتے ہوئے جے پور کے مہاراجہ جے سنگھ کو اسکی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ اس بہادر سپہ سالار نے اسکو نہایت ہوشیاری سے زیر کر لیا۔ اور اسکے دار الخلافہ راج گڈھ پر قبضہ کر لیا۔ اب سیواجی نے مہاراجہ جے سنگھ کی خدمت میں اپنے آپکو پیش کیا۔ اپنے قلعوں کو عالمگیر کے حوالے کرنیکا اقرار کیا۔ اور درخواست کی کہ میرے بڑے بیٹے سمبھاجی کو دربار مغلیہ میں کوئی منصب عطا کیا جائے۔ اور کہا کہ مَیں خود اپنی باقی زندگی کے ایّام تنہائی اور عزلت گزینی میں گزارونگا۔ اسپر سیواجی کو مہاراجہ کی طرف سے سفارش کا پیغام دیکر دہلی روانہ کر دیا گیا۔ جب سیواجی آگرہ کے قرب و جوار میں پہنچا۔ تو عالمگیر نے کوار سنگھ اور مخلص خاں کو اسکے استقبال کیلئے روانہ کیا۔ جب یہ دربار میں پہنچا۔ تو عالمگیر نے اسکو پنجہزاری منصب پیش کیا۔ لیکن سیواجی اس سے خوش نہ ہُوا۔ کیونکہ اسکی توقعات اس سے بڑھکر تھیں۔ اور علالت طبع کا بہانہ کر کے دربار سے رخصت ہُوا۔

بعض یوروپین مورخین لکھتے ہیں۔ کہ سیواجی کے ساتھ جو سلوک کیا گیا۔ وہ غیر مدبّرانہ تھا۔ اور اگر عالمگیر اُسکی اِس سے زیادہ عزّت افزائی کرتا۔ تو وہ اُسکا نہایت مفید دوست اور خادم بنجاتا۔ اسپر الفن سٹون۔ لین پول۔ فرائر۔ اور برنیر نے اتفاق رائے کیا ہے۔ ہم اس سوال کو واقعات صحیحہ کی روشنی میں لکھتے ہیں۔

(۱) کیا سیواجی کے ساتھ جو سلوک کیا گیا۔ وہ اسکی پوزیشن سے کم پائے کا تھا؟

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۲) کیا اسکو قید کر دیا تھا؟

(۳) کیا اگر اسکو اس سے زیادہ عزّت و منصب بخشے جاتے۔ تو کیا وہ عالمگیر کا وفادار بنجاتا؟

(۴) اس سوال پر کس کی رائے زیادہ پکّی اور صائب مانی جائیگی مشرقی مؤرخین کی یا مغربی مؤرخین کی؟

جب سیواجی دربار دہلی میں حاضر ہوُا۔ تو منجملہ مرتبہ امراء دربار نے اسکا استقبال کیا۔ پنجہزاری منصب جو اسکو پیش کیا گیا۔ سب سے اعلیٰ منصب تھا۔ جو کہ دربار دہلی میں شمار ہوتا تھا۔ راجہ جے سنگھ کا خود یہی منصب تھا جس نے کہ سیواجی کو مغلوب کیا تھا۔ اور وزیر اعظم افضل خاں بھی یہی درجہ رکھتا تھا۔ اور یہی پنجہزاری ہی شاہجہان نے سیواجی کے باپ کو بھی عطا کیا تھا۔ پس کونسی وجہ تھی کہ سیواجی کو استثنائی خصوصیت دی جاتی۔

کیا یہ عالمگیر پر واجب تھا۔ کہ وہ سیواجی سے اس سے بڑھ کر سلوک روا رکھتا۔ جیسا کہ اُس نے کیا۔ اُس شخص نے مملکت شاہی پر لشکر کشیاں کیں۔ اور ابتداء سے انتہا تک ہمیشہ معاندانہ رویہ اختیار رکھا۔ پھر کسقدر حیرت ہے۔ کہ معترض خود اقرار کرتے ہوئے۔ کہ عالمگیر نے اسکو وہی درجہ اور رُتبہ پیش کیا۔ جو کہ اُسکے سب سے ذی عزّت اور وفادار اُمراء کا تھا۔ مگر یہ کہتے ہیں۔ کہ اس سے زیادہ اس کی عزّت افزائی ہوتی تو مناسب تھا۔ مگر کیا یہ سچ نہیں کہ وہ اتنی عزّت کے بھی ناقابل تھا عالمگیر نے شاہی ریکارڈ میں بھی لکھ دیا:۔

"چوں بہ درگاہِ خلافت رسیدہ بعد از تقدیم آداب ملازمت بہ اشارہ بر بساط قرب و منزلت بار یافت۔ و در مقامیکہ مناسب جائے مقربان بارگاہ دولت بود با امراء نامدار و نیان رفیع مقدار دوش بدوش ایستاد"

اگر عالمگیر کی منشاء سیواجی کی ہتک کرنا تھی۔ تو کیا یہ ممکن ہو سکتا تھا۔ کہ وہ اس کے استقبال کو یہ شان بخشتا۔ جب سیواجی نے علالت کے بہانہ سے دربار سے رخصت حاصل کی۔ تو عالمگیر نے ہدایات نافذ کیں۔ کہ مہاراجہ جے سنگھ کو کل واقع کی اطلاع کی جائے۔ اور جو کچھ اسکی رائے ہو۔ اس پر عمل کیا جائے۔ اسکے متعلق خافی خاں یوں رقمطراز ہے:۔

"حکم نمودند کہ حقیقت با راجہ جے سنگھ نوشتہ شود تا رسیدن جواب آنچہ مصلحت صوابدید بہ عمل آید۔ الخ"

جے سنگھ نے جواب دیا کہ سیواجی کی خطا معاف کی جائے۔ اور اس جواب کے پہنچتے ہی سیواجی کو رہا کر دیا گیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"دریں اثنا عرضداشتے راجہ جے سنگھ نیز رسید کہ باد عہد و قول درمیان آوردہ ام۔
گذشتن از جرم آں معزول بہ اکثر مصالح اقرب است۔ الخ"

یہ بھی واضح کر دیا گیا ہے۔ کہ جے سنگھ نے جو کچھ بھی سیواجی کے ساتھ عہد کیا۔ اسی کے مطابق عالمگیر نے اسکے ساتھ سلوک کیا۔

یہ جو کہا جاتا ہے۔ کہ اگر عالمگیر سیواجی کو اس سے بڑھکر عزت و رتبہ دیتا تو وہ اس کا وفادار دوست بنجاتا۔ اسلئے غلط ہے کہ واقعات صریح اسکے خلاف ہیں۔ کیونکہ اسکے تمام دورِ حیات میں جو ایک بڑا مشکل کام ہے۔ کہ اس کا ایک بھی ایسا کام تلاش کرنے سے مِل جائے۔ جو سلطنت مغلیہ کے حق میں اچھا ہو اور مفید ہو۔ اور اسکے برخلاف ایک لمبی فہرست اسکے قتل و غارت کے کاموں کی صاف صاف ظاہر ہے۔ افضل خاں کا قتل۔ بیجاپور اور گولکنڈہ کے ساتھ سازشیں۔ غیر محفوظ آبادیوں میں لوٹ مار۔ یہ سب کافی و افی ثبوت ہے۔ اس امر کا کہ سیواجی سخت بے ترس تھا۔ جو کہ کبھی بھی عالمگیر کا وفادار اور دوست نہ بنتا۔

پھر یہ عالمگیر نہیں تھا جس نے مرہٹوں میں جنگ میں پہل کی۔ بلکہ وہ شاہجہان تھا۔ یوروپین مؤرخین کہتے ہیں۔ کہ عالمگیر کی طاقت مرہٹوں کے ہاتھوں اسقدر کمزور ہو چکی تھی۔ کہ عالمگیر نے "چوتھ" بھی منظور کر لی تھی۔ یعنی دکن کے بعض علاقوں کے چوتھائی محصول سے اُسے دست بردار ہونا پڑا تھا۔ مگر اصل حقیقت یہ ہے۔ کہ دکن میں یہ قانون پُشت در پُشت سے رائج تھا۔ کہ تحصیلداروں اور کلکٹروں کی بجائے وہاں دیس موکھ (Dias Mokh) مقرر ہوئے تھے۔ جو محصول اکٹھا کیا کرتے تھے۔ اور اس کام کے بدلے میں دس فیصدی اُن کے وصول شدہ روپیہ کا انکو ملتا تھا۔ سیواجی سنبھاجی اور رام راجا کی وفات پر رام راجا کی بیوی تارا بائی نے عالمگیر کو یہ درخواست دی کہ دیس موکھ (Dias Mokh) مقرر کیا جائے۔ جسکو وہ نو روپیہ سینکڑہ ادا کریگی۔ لیکن عالمگیر نے یہ نامنظور کی۔ اور خافی خاں اس معاملہ میں لکھتا ہے:۔

"وادر آخرِ عہدِ خلد مکانِ عالمگیر ہر چند وکلائے تارا بائی کہ زنِ رام راجا باشد و بعد فوتِ شوہر تا دوازدہ سال دمِ مخالفت بہ بادشاہ مے زد التماس مصالح یا شرط عطا نمودن سر دیکھی شش صوبۂ ہائے دکن بدستورِ نُہ صد روپیہ رجوع آوردہ بود بادشاہِ مغفور قبول نہ نمودند
(خافی خاں)

الفنسٹون کی رائے اور تحقیق بھی یہی ہے کہ عالمگیر نے چوتھ نہیں دی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اب تیسرا سوال یہ ہے۔ کہ کیا عالمگیر کی طاقت مرہٹوں کے ہاتھوں تباہ ہوئی۔ اسکے لئے ہم ذرا پھر سیواجی کی پوزیشن پر نظر ڈالتے ہیں۔ جب سیواجی اکبر آباد سے نکلکر گولکنڈہ پہنچا۔ تو حاکم گولکنڈہ نے اسکو روپیہ سے اور آدمیوں سے مدد دی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ یہ پھر دہلی پر حملہ آور ہونے پر آمادہ ہو گیا۔ اس نے متواتر عالمگیر کے مقبوضات پر حملے کئے۔ اور ہر بار عالمگیر اسکے حملوں کی روک تھام کے لئے افواج روانہ کرتا رہا۔ جب سیواجی مرا۔ تو اس کا بیٹا سمبھاجی اس کا جانشین ہو کر مرہٹوں کا سردار ہوا۔ اور فوراً ہی اس نے برہان پور کے بے پناہ شہر پر حملہ کر کے مسلمان آبادی کو خوب لوٹا۔ اور قتل و غارت کا بازار گرم کیا۔ اور پھر آگ لگا دی۔ اب عالمگیر سخت مشوش ہوا۔ اور خود مرہٹوں کی سرکوبی کے لئے دکن پہنچا۔ اس مہم سے عالمگیر نے صوبجات کو کن (　　　) آخری حدود تک تمام کے تمام مفتوح کر لئے۔ لیکن چونکہ ریاستہائے بیجاپور اور حیدر آباد مرہٹوں کی مدد کر رہی تھیں۔ اسلئے ان حالات میں مرہٹہ طاقت پر ایسی کاری ضرب لگانا آسان کام نہ تھا۔ جس سے کہ ہمیشہ کے لئے انکا خاتمہ ہو جاتا۔ پس حیدر آباد کی ریاست کے فتح کے ساتھ ہی عالمگیر واپس دہلی آ گیا۔ اور پیچھے مقرب خاں کو افواج مغلیہ کا سپہ سالار مقرر کر آیا۔ جس نے سمبھاجی کو سنگمیر کے مقام پر شکست فاش دیکر گرفتار کر لیا۔ اس واقعہ کے متعلق خافی خاں لکھتا ہے کہ

"از زنان مستورات گرفتہ تا مردمان دست و پا بستہ از خوش وقتی ایں خبر خواب نمودہ تا دو منزل باتماشہ برآمدہ شکر گویان استقبال نمودہ بودند۔ و در ہر قصبہ دیہات و اطراف ہر جا کہ خبر رسید دہل شادی نواختہ مے گردید"

اب یوں ہوا۔ کہ سمبھاجی نے دربار دہلی میں بادشاہ کی ہتک کا ارتکاب کیا۔ اس کی سزا میں اسکو قتل کر دیا گیا لیکن با ایں ہمہ اسکا بیٹا ساہو ہفت ہزاری کے معزز منصب پر مامور کر دیا گیا۔ اور ہر طرح سے عزت کا سلوک اس سے روا رکھا گیا۔ چنانچہ ہندوؤں کے اس دستور کے مطابق کہ بحالت قید سوائے پھلوں اور مٹھائیوں کے اور کوئی چیز کھائی نہ جائے۔ جب ساہو نے اور غذائیں ترک کر دیں۔ اور عالمگیر کو جب اسکی خبر پہنچی۔ تو فوراً اس نے حمید الدین خاں کو حکم دیا۔ کہ ساہو کو کہدو۔ کہ وہ اپنے آپکو اسیر خیال نہ کرے۔ اور جو کچھ چاہے نوش کرے

سمبھاجی کے مرنے پر اسکے بھائی رام راجا نے مرہٹوں کی سرکردگی سنبھالی۔ لیکن انجام کار وہ قتل ہوا اور اسکی بیوی تارا بائی نے عنان حکومت ہاتھ میں لی۔ عالمگیر نے یہ خیال کرتے ہوئے۔ کہ اب اس خطرناک رو کو روک دینے کا وقت آ گیا ہے۔ ۸۲ سال کی عمر میں پھر مرہٹوں کے خلاف لشکر کشی کی۔ اس مہم کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ مرہٹہ طاقت بکلی پاش پاش ہو گئی۔ انکے تمام قلعے مسمار کرا دیئے گئے۔ اور حسین قلیچ خاں کو مفتوحہ علاقوں کا حاکم مقرر کر دیا گیا۔ مرہٹے اب قطعی طور پر شکستہ اور چور چور ہو گئے۔ اب جبکہ قریباً دو سال کے بعد عالمگیر نے وفات پائی۔ تو یہ اسکے بعد میں آنیوالے جانشین کا کام تھا۔ کہ وہ خبردار اور ہوشیار رہتا۔ کہ کوئی خوگر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہیں نہیں ایسا نہ کہو۔ حقیقت اسکے برخلاف ہے۔ معلّم کوئی دوسرا ہے۔ یہ سارے وسائط ہیں وہ خیال جو دل میں ان جانوروں کی حالت کو دیکھ کر پیدا ہُوا۔ تعلیم اُس کی ہے۔ کیسی صاف تشریح ہے فبعث اللہ غرابا یبحث فی الارض۔ بھیجنے والا معلّم ہے یا کہ کوّا ؟ ۔

زلیخا نے اپنے معبود سے حجاب کیا۔ ادھر یوسف کے سامنے حقیقت بے حجاب ہو کر نظر آئی۔ فطرت صحیحہ نے پکار کے پڑھا کہ "انہ ربی احسن مثوای۔ ہاں یہی وہ "برہان رب" تھا جس نے یوسفؑ کو ارتکاب گناہ سے بچالیا۔ ورنہ وہ تو کہتے ہی تھے و ان لا تصرف عنّی کیدھن اصب الیھن۔

آگ لانے جاکر پیغمبری پانے والے موسیٰؑ مشہور ہیں۔

خلاصہ کیا ہُوا ان اوپر کی استقراؤں کا ؟ ۔ جتنی ایجادیں ہوئیں۔ جتنے اچھوتے مضمون بندھے۔ جتنی مفید دریافتیں ہوئیں وہ سب کی سب انسان کی اپنی کوشش یا علم یا تجربہ کے نتائج نہیں ہیں۔ وہ نتیجہ ہیں ایک خیال کا جو اچانک انسان کے دماغ میں آتا ہے۔ ایک نور ہے جو اسکے دل پر اترتا ہے کبھی انسان کی لگاتار کوششوں اور ریاضتوں کے بعد ملتا ہے۔ کبھی یونہی۔ راداست ہر راہ و ہر جیہ ہدر رائیگان دہم

یہ سب آتے کہاں سے ہیں۔ یہ جواہر ریزے کس کان کی پیداوار ہیں۔ ہمیشہ اور ہر ایک کو کیوں نہیں ملتے ہیں؟ کوئی مقتدر ہستی ضرور ہے جو جسوقت چاہتی ہے جسکو چاہتی ہے۔ سرفراز کرتی ہے ! سائنس سے پوچھا۔ وہ خاموش تھا۔ اسکی بے بضاعتی معلوم ہے۔ مذاہب سے استفسار۔ سب سر بگریبان ایک تیرہ برس کا نوخیز مذہب جسکے فلاکت آلود چہرہ سے جلال کی جوت چھوٹ رہی تھی آگے بڑھا اور کہا ہم سے سُنو :۔

وہ سب "الغیب" سے آتے ہیں۔ اس "الغیب" کا نام الرحمٰن ہی ہے جو محض اپنی عنایت سے بلا سوال و بلا استحقاق ایک خیال کسی "خوش قسمت" کے دل میں ڈال دیتا ہے۔ الرحیم یہی اسی کو کہتے ہیں کہ اس "خوش قسمت" کی سچی محنت کو ضائع نہیں کرتا۔ اور چونکہ وہ المالک ہے اپنی ملک (وہ خیال) کو ضائع نہیں کرتا۔ دنیا لاکھ اُسے تباہ کرنا چاہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فتنہ وفساد پھر سر نہ اُٹھائے۔ اور رہزنی اور قزاقی نہ ہونے پائے۔ لیکن معظم کمزور اور نالائق جانشین تھا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ جو قابل باپ نے حاصل کیا تھا۔ وہ نالائق بیٹے نے برباد کر دیا۔ پس یہ ہے۔ تاریخ ہند کے اُس باب کا اختتام جس کے اندر مرہٹہ طاقت کے عروج کا بالتفصیل بیان ہے۔ اور یہ ثابت ہو گیا ہے۔ کہ عالمگیر قابل الزام ہرگز نہیں۔ ہاں اس کا نالائق بیٹا مرہٹوں کی طاقت کا ذمہ وار قرار دیا جا سکتا ہے۔ شواہد اور حالات صریح اور واضح ہیں۔ مگر کسقدر حیرت ہے۔ کہ باوجود ان صاف واقعات کے بہت ہیں جو عالمگیر پر ملامت کرتے ہیں۔ مگر اس طرح وہ یقیناً اپنی ہی حق پوشی کا ثبوت دیتے ہیں۔

پھر یہ الزام بھی عالمگیر پر کھڑا کیا جاتا ہے کہ مذہبی معاملات میں وہ سخت تنگدل تھا۔ اور اسلام کے عروج کی خواہش سے اُس نے ہندوؤں کو اپنے برخلاف جنگ پر آمادہ کر لیا۔ آؤ ہم اس بارے میں تحقیق کریں۔ ہندوؤں کے اُن ایام میں تین مرکز تھے۔ جے پور۔ جودھ پور۔ اور اودے پور۔ ان میں سے صرف مؤخر الذکر ریاست زمانہ بابر سے لیکر شاہجہان کے عہد تک خود مختار رہی۔ جب شاہجہان نے حکومت کی باگیں اپنے بیٹے دارا شکوہ کے ہاتھ میں دیں۔ اسوقت راجہ جے سنگھ جے پور کا اور راجہ جسونت سنگھ جودھ پور کا حاکم تھا۔ عالمگیر اسوقت شمال کی طرف اپنے کمزور بوڑھے باپ کی خدمت میں اپنی خدمات پیش کرنے کیلئے جا رہا تھا۔ کہ جسونت سنگھ نے دارا کی ہدایات پر عالمگیر کو روک دیا۔ عالمگیر نے اسکو اطلاع بھیجی کہ میری منشاء قطعاً جنگ کرنے کی نہیں ہے۔ میں تو صرف فرمانبردار اور فرض شناس بیٹے کی حیثیت سے اپنے باپ کے پاس جا رہا ہوں۔ اسلئے مجھے گذرنے کی اجازت دیجائے۔ مگر راجہ نے ایک نہ سُنی۔ اور لڑائی فیصلہ کیلئے ضروری ٹھیری۔ جس میں جسونت سنگھ کو شکست ہوئی۔ اور وہ اپنی جان بچا کر بھاگا۔ آخر جب عالمگیر تخت پر بیٹھا۔ تو اُس نے جسونت سنگھ کی درخواست پر اسکو معاف کر دیا۔ لیکن جب جسونت سنگھ کو شجاع کے مقابلہ میں روانہ کیا گیا۔ اور اسکا لشکر اُسکے لشکر کے آمنے سامنے کھڑا تھا۔ تو راجہ نے شجاع کا طرفدار ہونیکا اعلان کر دیا۔ اب کیا ہوا۔ شاہی لشکر کا نصف کے قریب حصہ شجاع سے جا ملا۔ اور یہ کل فوج جسونت سنگھ اور عالمگیر کے باغی بھائی شجاع کی کمان میں دہلی کے مقبوضات پر حملہ آور ہوئی۔ مگر شکست کھائی۔ عالمگیر نے اب کی بار بھی جسونت سنگھ کو معاف کر دیا۔ نہ صرف معاف کر دیا۔ بلکہ اسکے عہدہ میں ترقی کی گئی۔ اور اسکو احمد آباد کا گورنر بنا دیا گیا۔ آخر کار کابل کی مہم میں وہ مرا۔ راجہ کے دونو بچوں کو شاہی اخراجات پر دہلی میں لائے جانے کے احکام جاری ہو گئے۔ اور اس بات نے رانا اودے پور کو پھر سر اُٹھانے پر آمادہ کیا۔

اب یہ ہماری عقل و بصیرت پر منحصر ہے۔ کہ ہم دیکھیں۔ کہ حقیقت میں راجپوتوں کے ساتھ کیسا سلوک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روا رکھا گیا۔ کیا عالمگیر نے راجپوتوں کے ساتھ کوئی بے انصافیاں کیں جسکے نتیجہ میں وہ باغی ہو گئے؟ کیا عالمگیر نے راجپوت بغاوتوں کو فرو نہیں کیا؟ کیا راجپوتوں نے دہلی گورنمنٹ کا ساتھ چھوڑ دیا؟ یہ بات تو اوپر کے بیان سے بالکل واضح ہے۔ کہ عالمگیر نے کوئی ایسا فعل نہیں کیا۔ کہ راجپوتوں کو بغاوت پر مجبور ہونا پڑا ہو۔ راجہ جسونت سنگھ کا واقعہ ایک بات ہے۔ اس حاکم نے بار بار سازشیں کیں۔ اور گرفتار ہوتا رہا۔ مگر ہمیشہ ہی معاف کر دیا جاتا رہا۔ بلکہ اس کا عہدہ اور بھی معزز کر دیا گیا۔ اور شاہنشاہ حکم دیتا ہے کہ اسکے ایک ایک ماہ کی عمر کے ننھے بچوں کی نگہداشت کیجائے۔ اسپر معلوم ہوتا ہے۔ کہ جھگڑا چھڑ گیا۔ اور راجپوت اس بنا پر عالمگیر سے ضرور جنگ آزما ہوئے۔ لیکن اس بات کو کس طرح حق اور بجا کہا جا سکتا ہے۔ کہ جسونت سنگھ کے بچوں کی پرورش دہلی میں نہ ہو۔ الفن سٹون لکھتا ہے۔ کہ راجپوتوں کو اس خوف کی وجہ سے اعتراض تھا۔ کہ کہیں یہ بچے مسلمان نہ کر لئے جائیں۔ مگر ہمیں یہ بات دیکھنی چاہئیے کہ سیواجی عالمگیر کا کس قدر زبردست دشمن تھا۔ مگر جب اس کا پوتا ساہو دربار دہلی میں لایا گیا۔ تو وہ صرف سات برس کی عمر کا تھا۔ مگر کیا کسی نے اسکو مسلمان بنا لیا۔ ہرگز نہیں۔ اور کیا اس میں کوئی شک ہے کہ اسکو مسلمان بنا لینا اور اسکے خیالات کو تبدیل کرنا نہایت آسان تھا اور وقت کے لحاظ سے مفید بھی مگر ایسا نہیں کیا گیا۔ اور نہ ہی عالمگیر جیسی بے مثال ہستی کی طرف اس قسم کی نازیبا حرکات منسوب کیجا سکتی ہیں۔ ایسی کمینہ حرکات کو وہ حقارت کی نظر سے دیکھتا تھا۔ کیونکہ وہ اِن باتوں سے بہت بالا تھا۔

سوال کا دوسرا رُخ قابلِ غور یہ ہے۔ کہ عالمگیر کے ہاتھوں راجپوت کُلّی مفتوح ہو گئے تھے۔ جودھپور اور اودے پور مکمّل طور پر مغلوب کر لئے گئے تھے۔ اور جب شہزادہ محمد اعظم نے رانائے اودے پور کی سفارش کی۔ تو اسکو معاف کر دیا گیا۔ پھر ہم یورپین مؤرخین کے خلاف یہ بھی دیکھتے ہیں۔ کہ آخر دم تک راجپوت عالمگیر کے وفادار رہے۔ اور اس زمانے میں جب وہ مرہٹوں اور سرحدی علاقوں میں مہمات بھیجنے میں مصروف تھا۔ تو یہ بہت حد تک اسکی امداد میں کوشاں رہے۔ مہارانا راج سنگھ۔ امار سنگھ اور بہادر کے بیٹے شاہی افواج میں بڑے بڑے عہدوں پر ممتاز تھے اور مہاراجہ سنگھ اور راجہ مان سنگھ والئے راٹھور دوار نہایت اہم معتمدین سلطنت تھے ۔

آخر میں یہ بھی ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس عظیم الشان تاجدار نے جو کام کیا۔ اسکے متعلق بھی کچھ لکھا جائے۔ کیونکہ جہاں اسکے الزام بے بنیاد ثابت کر کے رد کیئے گئے ہیں۔ وہاں اسکی عظمت ظاہر کرنیوالی خوبیوں کو بھی بیان کر دینا از بس ضروری ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۱) مشرقی ممالک کے اکثر شہنشاہوں کی یہ عادت تھی۔کہ کسی شاہی خوشی کے موقعہ پر اُنکی خدمت میں بیش بہا تحفے تحائف اور نذرانے پیش کیئے جاتے تھے۔اور اس طریق کے اندر رشوت خوری وغیرہ جیسی بدیاں جڑ پکڑتی تھیں۔عالمگیر نے یکدم اس رواج کو بند کردیا۔

(۲) سب سے بڑا کام جو اُس نے کیا ہے۔وہ یہ ہے۔کہ انصاف اسکی نظر میں سب سے زیادہ اہم اور قیمتی چیز تھا۔چنانچہ ایک دفعہ اپنے ایک خط میں اُس نے لکھا۔کہ انصاف کے معاملہ میں ایک گداگر اور ایک شہزادہ دونو یکساں ہیں۔یوروپین مؤرخین نے بھی اِس حقیقت کی تصدیق کی ہے۔بعض دفعہ تو انصاف شعاری میں حد ہی ہو جاتی تھی۔جب شہزادہ کام بخش کا اتالیق قتل کے مقدمہ میں گرفتار ہوا۔تو شہزادہ نے اپنے اتالیق کی طرفداری کی۔اور عدالت میں اپنی ہمراہی کے بغیر اسکو حاضر نہ ہونے دیتا۔اس پر عالمگیر نے حکم دیا کہ شہزادے کو بھی اتالیق کے ساتھ قید کردو۔

اُس نے (Darshan) 'درشن' کا دستور موقوف کردیا۔کیونکہ یہ لوگوں کے دیگر ضروری کاموں میں روک کا باعث تھا۔شاہی جلوسوں میں تمام فضول خرچیاں بند کردی گئیں۔اُس نے اپنے ذاتی اخراجات کو بہت ہی کم کردیا۔اور اپنی ذاتی ضروریات کو وہ ٹوپیاں بنا کر اور قرآن شریف لکھ کر پورا کرنے میں مشہور ہے۔اُس نے ملک میں تعلیم کی طرف بہت توجہ دی۔تمام مشہور علماء فضلاء کو بڑے بڑے وظائف دیئے جاتے تھے۔کہ وہ اپنے مطالعہ کو جاری رکھیں۔غریب طلباء کو وظائف ملتے تھے۔اور قریباً قریباً ہر گاؤں میں ایک سکول قائم تھا۔

امور سلطنت میں بہت اہم اور نمایاں اصلاحات کی گئیں چنگی۔بندری۔مردم شماری بُرشماری اور اور اس قسم کے محصول موقوف کردیئے گئے۔قوانین حکومت کو اور سول امور میں بھی بہت حد تک مناسب تبدیلیاں کر کے پایۂ تکمیل کو پہنچایا گیا۔اکبر کے قوانین کی ایسی اصلاحات اور ترمیمیں کی گئیں۔کہ وہ صریح طور پر ابتدائی حالت سے بہت بہتر ہو گئے۔زرلگان کی آمدنی میں بہت نمایاں ترقی ہوئی۔ذیل کے اعداد دلچسپی سے خالی نہیں ہونگے :-

زرلگان اکبر کے عہد میں =	۱۹,۰۰۰,۰۰۰
" شاہجہان کے عہد میں =	۲۲,۷۵۰,۰۰۰
" عالمگیر کے عہد میں =	۴۰,۰۰۰,۰۰۰

(انگریزی ریویو لنڈن)

مضمون سردار اقبال علی شاہ صاحب۔ ترجمہ ماسٹر عبدالسلام بھٹی از نیروبی۔افریقہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات

(۱)

مسیحؑ نے کن مُردوں کو زندہ کیا؟

خدا کا ہر برگزیدہ آبِ حیات لیکر آتا ہے تا وہ مُردہ دلوں کو زندہ کرے اسی طور سے سیدنا حضرت مسیحؑ آئے۔ اور انہوں نے بھی مقدور بھر اس روحانی نعمت سے دنیا کو مالا مال کیا۔ مگر عیسائی اصحاب کا یہ خیال ہے کہ مسیحؑ نے جسمانی مردوں کو زندہ کیا تھا۔ یہ بات جہاں پر تاریخ۔ عقل۔ اور واقعات کے برخلاف ہے۔ اسی طرح سے انجیل کی صریح شہادت کے بھی مخالف۔ عقل انسانی اس بات کو باور نہیں کر سکتی۔ کہ مُردہ زندہ ہو کر اپنی نسلوں کو مسیحؑ کی صداقت سے آگاہ کریں مگر مسیحؑ پر صرف معدودے چند اشخاص ہی ایمان لائیں؟ پس یہی خیال درست ہے۔ کہ مسیحؑ نے مُردہ دلوں اور روحانیت سے بے بہرہ انسانوں کو روحانی طور پر ابدی زندگی کا وارث بنا دیا۔ خود انجیل بھی اسکی تصدیق کرتی ہے چنانچہ لکھا ہے:۔

"اور اس نے تمھیں جو خطاؤں اور گناہوں کے سبب مُردہ تھے زندہ کیا۔" (افسیوں ۲-۱)

(۲)

دجّال کا ظہور اور اسکی ہلاکت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ مامن نبیٍّ الّا انذر قومہٗ من الدّجّال۔ کہ ہر نبی نے اپنی قوم کو دجّال سے ڈرایا ہے۔ اناجیل میں بھی دجّال کے ظہور کا ذکر آتا ہے۔ لکھا ہے:۔

"کوئی تمھیں کسی طرح سے فریب نہ دیوے کیونکہ وہ دن نہیں آویگا۔ جب تک کہ پہلے برگشتگی نہ ہو۔ اور گناہ کا انسان یعنی ہلاکت کا فرزند ظاہر نہ ہووے۔ جو مخالف ہے اور ہر ایک سے جو خدا یا معبود کہلاتا ہے اپنے تئیں بڑا سمجھتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ خدا کی ہیکل میں خدا کی مانند بیٹھیگا۔ اور اپنے تئیں دکھاویگا۔ کہ میں خدا ہوں" یہ آیات اہل بہاء کیلئے قابل غور ہیں جو بقول ایک بہائی "ایم۔ اے لطیف بہاء اللہ کو "آئینہ ہیکل انسانی میں تجلّی الٰہی کا ظہور" مانتے ہیں (المحدیث ۲۱ راگست ۱۹۲۷ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

... تب وہ بدکار ظاہر ہوگا جسے خداوند اپنے منہ کے دم سے ہلاک اور اپنے آنے کی تجلی سے نیست کریگا۔ کہ اس کا ظہور شیطان کی تاثیر کے موافق جھوٹ کی کمال قدرت اور نشانوں اور اچنبھوں اور ہلاک ہونیوالوں کے درمیان شرارت کی ہر طرح کی دغابازی کے ساتھ ہوگا"۔ (۲ تسلونیقیوں $\frac{۲}{۸-۲}$)

ان آیات سے صاف ظاہر ہے کہ دجّال کی ہلاکت محض دُعا سے ہوگی نہ کہ سیف و سناں سے ◆

(۳)

گذشتہ انبیاءؑ اور حضرت مسیحؑ

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ حضرت مسیحؑ کو بعض انبیاءؑ پر خاص فضیلت حاصل ہے۔ مگر وہ اس رنگ میں نہیں کہ اُنکو مسندِ اُلوہیت پر بٹھا دیا جائے۔ مقدس پولوس حضرت مسیحؑ کی شان میں تحریر کرتے ہیں:۔

"تُو نے راستی سے اُلفت اور بدی سے عداوت رکھی اس واسطے اے خدا تیرے خدا نے خوشی کے تیل سے تجھے تیرے شریکوں سے زیادہ مسح کیا" (عبرانیوں $\frac{۱}{۹}$)

اس حوالہ سے صاف ظاہر ہے۔ کہ حضرت مسیحؑ کے ساتھ باقی نبی بھی اس بزرگی میں اُنکے شریک ہیں۔ خواہ کم خواہ زیادہ۔ پس مسیحؑ کو انبیاءؑ میں سے نکالکر خدا بنانا ہرگز جائز نہیں۔ اسی لئے انجیل میں لکھا ہے:۔

"ایک خدا ہے اور خدا اور آدمیوں کے بیچ ایک آدمی بھی درمیانی ہے یعنی مسیح یسوع"۔ (۱ طماؤس $\frac{۲}{۵}$)

(۴)

ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْن پر اعتراض کا جواب

عیسائی اصحاب اعتراض کیا کرتے ہیں۔ کہ قرآن مجید صرف متقین کے لئے ہے کیونکہ لکھا ہے ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْن سیاہ کاروں اور گناہ گاروں کیلئے نہیں ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن مجید نے دوسرے مقام پر "ھُدًی لِّلنَّاس" کہکر ہدایت کی عمومیت کو بیان کردیا ہے اس جگہ پر قرآن پاک کی علّتِ غائی بتلانا مقصود ہے اور وہ متقین کی بھی راہنمائی کرتا ہے۔ دوسری کتب بالخصوص انجیل کی موجودگی میں قرآن پاک کی ضرورت کو اس آیت میں بیان فرمایا گیا ہے۔ انجیل میں لکھا ہے۔

"یہ جان کہ شریعت عادل کے واسطے نہیں بلکہ بے شرعوں اور نافرمانوں۔ بے دینوں اور گنہگاروں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ناپاکوں - اور شہدوں اور ماں باپ کے قاتلوں خونیوں حرامکاروں لونڈے بازوں بردہ فروشوں جھوٹوں اور جھوٹی قسم کھانے والوں کے واسطے اور انکے سوا جو کچھ صحیح تعلیم کے برخلاف ہو وہ اسکے لئے ہے (۱ تمطاؤس ۱: ۹)

ان آیات میں بتایا گیا ہے کہ شریعت صرف گنہگاروں کے لئے ہے۔ عادل کیلئے نہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ انجیل انسان کو زیادہ سے زیادہ عادل بنا سکتی ہے وبس۔ مگر قرآن مجید چونکہ کامل اور مکمل ہے اسلئے اس نے صرف "عادل" تک ہی اپنا دائرہ عمل محدود نہیں کیا بلکہ "ھدًی للمتقین" کہکر ہر طبقہ انسانی کی نشوونما کا اجارہ قائم کر دیا ٭

(۵)

مسیح ازلی بیٹا نہیں

بائیبل کے محاورہ میں خدا کے پیارے کو اس کا بیٹا قرار دیا جاتا ہے متعدد مقامات پر اسرائیل، ابراہام، موسیٰ اور تمام نیکو کاروں کو خدا کا بیٹا کہا گیا ہے۔ اگر انہی معنوں میں حضرت مسیحؑ کو بھی خدا کا بیٹا کہا جائے تو بائیبل کی رو سے یہ کوئی انوکھی بات نہ ہوگی۔ اور جہاں تک حضرت مسیحؑ کے اقوال کا تعلق ہے وہ بھی اسی نتیجہ پر پہنچاتے ہیں چنانچہ جب یہود حضرت مسیحؑ کو سنگسار کیا چاہتے تھے اور انکا الزام یہ تھا - کہ "تو انسان ہو کے اپنے تئیں خدا بناتا ہے" تو حضرت مسیحؑ نے انہیں جواب دیا :-

"کیا تمھاری شریعت میں نہیں لکھا ہے کہ میں نے کہا کہ تم خدا ہو جبکہ اس نے انہیں جن کے پاس خدا کا کلام آیا خدا کہا اور نوشتے کا باطل ہونا ممکن نہیں پس جسکی باپ نے تقدیس کی اور دنیا میں بھیجا ہے کیا تم اسے کہتے ہو کہ تو کفر بکتا ہے اسلئے کہ میں نے کہا میں خدا کا بیٹا ہوں" (یوحنا ۱۰ باب)

حضرت مسیحؑ کا یہ بیان ان کے خدا کا بیٹا ہونے سے ان میں کوئی امتیازی رنگ پیدا نہیں ہونے دیتا مگر عیسائی اصحاب یہ کہکر کہ "مسیح ازلی بیٹا ہے" ایک مغالطہ دینا چاہتے ہیں حضرت مسیحؑ نے اپنے آپکو مخصوص قرار نہ دیا مگر "مریدان مے پرانند" والی بات ہے "مسیح ازلی بیٹا" ہونیکی بابت یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ کیا حضرت مسیحؑ اسی جسم اور روح کے ساتھ ازل سے موجود ہیں اسلئے آپکو ازلی بیٹا کہا جاتا ہے؟ اور اگر یہ بات نہیں اور عیسائی بھی ایسے نہیں مانتے تو پھر کیونکر اور کن معنوں سے انہیں "ازلی بیٹا" کہا جاتا ہے۔ اگر یہ جواب ہو۔ کہ وہ علم الٰہی میں ازل سے خدا کے بیٹے تھے تو صاف ظاہر ہے۔ کہ باقی جملہ بزرگ جن کو تورات و انجیل میں خدا کے بیٹے کہا گیا ہے۔ وہ بھی تو علم الٰہی میں ازل سے ہی خدا کے بیٹے تھے۔ پھر مسیح کو ہی "ازلی بیٹا" قرار دینے کی کونسی وجہ موجود ہے؟۔ علاوہ ازیں خود انجیل اس بیان کی تردید کرتی ہے۔ مقدس پولوس فرشتوں اور مسیحؑ میں فرق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بتلاتے ہوئے مسیح کی افضلیت کیلئے تحریر فرماتے ہیں :۔

"فرشتوں سے اسقدر بزرگ ٹھیرا جسقدر ان سے افضل نام کا وارث ہوا۔ کیونکہ اس نے فرشتوں میں سے کس کو کبھی کہا کہ تو میرا بیٹا ہے آج میں نے تجھے جنا۔ اور پھر یہ کہ میں اسکے واسطے باپ ہونگا۔ اور وہ میرے واسطے بیٹا ہوگا۔" (عبرانیوں ۱ باب ۵)

اس اقتباس سے صاف عیاں ہے کہ صرف مسیح کو نہ کہ فرشتوں کو خدا نے کہا کہ "تو میرا بیٹا ہے۔ آج میں نے تجھے جنا" اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ مسیح کو خدا ـــــــ نے کب کہا کہ "تو میرا بیٹا ہے" اس پر سب اناجیل متفق ہیں کہ جب حضرت یحییٰ سے حضرت مسیح نے بپتسمہ لیا تو "آسمان سے آواز یہ بولتی آئی کہ تو میرا پیارا بیٹا ہے۔ تجھ سے میں راضی ہوں۔" پس مسیح کو اس دن جنا گیا جب وہ حضرت یحییٰ کی بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور اسی ولادت ثانیہ کی بناء پر انکو خدا کا بیٹا (پیارا) کہا گیا۔ لہٰذا انکو ازلی بیٹا ماننا عقلاً و نقلاً باطل ہے ۔

انجیلی تعلیم میں ایک اور نقص کا پہلو

سچ تو یہ ہے۔ کہ انجیل محض ایک وقتی وعظ ہے اسکو عالمگیر کہنا بالکل غلط ہے۔ انجیل میں نرمی اور حلم کا بہت وعظ ہے مگر سیاست تمدن اور حکومت کے قواعد کی بنیاد محض نرمی پر نہیں رکھی جا سکتی۔ اس لئے انجیل کی جامعیت اور عالمگیری قطعاً غیر مسلّم ہے۔ اسوقت میں ایک اور پہلو کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ لکھا ہے :۔

"جو دعویٰ قسیس پر ہو بغیر دو یا تین گواہوں کے مت سن۔ خطا کاروں کو سب کے سامنے ملامت کر تاکہ اوروں کو بھی خوف ہو" (۱ تمطاؤس ۵ باب ۱۹-۲۰)

بھلا کوئی دانشمند اس تعلیم کو عالمگیر قرار دے سکتا ہے۔ قسیس یعنی پادری کیلئے یہ قید لگانا کہ اسپر جو دعویٰ ہو وہ بغیر دو یا تین گواہوں کے مت سن کہاں تک مساوات کی حمایت کہلا سکتی ہے؟ ہم اس وجہ تخصیص کو نہیں سمجھ سکے شاید کوئی پادری صاحب ہی اس عقدہ کو حل کریں؟ پھر جو سب کے سامنے ملامت کرنے کا حکم ہے یہ بھی نامناسب ہے۔ علم النفس کے واقف جانتے ہیں کہ نصیحت ہمیشہ خلوت و تنہائی میں زیادہ کارگر ہوتی ہے۔ جلوت میں ملامت کرنا بسا اوقات انسان کے اخلاق کو بالکل تباہ کر دیتا ہے۔ ہاں اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ بعض جرائم کی سزا برملا دی جانی چاہیئے۔ تاکہ دوسروں کیلئے عبرت ہو۔ مگر جملہ "خطا کاروں" کی ملامت کا یہ طریق یقیناً غلط اور مضر ہے۔ اسلام کی واضح اور بین تعلیم ہی ہر موقعہ کے مناسب اور ہر محل کیلئے موزوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرار دی جا سکتی ہے"

(۷)

شراب اور اناجیل

شراب کے متعلق انجیلی بیانات محض ایک گورکھ دھندہ نظر آتے ہیں۔ کہیں پر حضرت مسیحؑ خود معجزانہ طور پر شراب بناتے ہیں اور انجیل نویس یوحنا اسے "معجزوں کا شروع" قرار دیتے ہیں (یوحنا باب ۲) اور کسی جگہ حضرت مسیح اپنے متعلق خود فرماتے ہیں:-

"یوحنا نہ کھاتا نہ پیتا آیا اور وے کہتے ہیں کہ اس پر دیو ہے انسان کا بیٹا کھاتا پیتا آیا اور وے کہتے ہیں کہ دیکھو کھاؤ اور شرابی خراجگیروں اور گنہگاروں کا دوست" (متی ۱۱/۱۸-۱۹)

اس میں آپنے "شرابی" کی تردید نہیں فرمائی جس سے یہ بات ظاہر ہے کہ آپ اس کو الزام نہ سمجھتے تھے بلکہ "انسان کا بیٹا کھاتا پیتا آیا" کہکر اسکی گونہ تصدیق کر دی ہے۔ اور پھر ایک دوسری جگہ پر آپنے فرمایا ہے:-

"وہ چیز جو منہ میں جاتی ہے آدمی کو ناپاک نہیں کرتی بلکہ وہ جو منہ سے نکلتی ہے سو ہی آدمی کو ناپاک کرتی ہے۔" (متی ۱۵/۱۱)

اس آیت میں جس اباحت کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ اسکے ماتحت شراب پر کسی قسم کی قیود و بندشیں جائز نہیں اور اسکے استعمال میں کوئی روکاوٹ بتلانا محض غلط ہے۔ اس رخ کو چھوڑ کر اب تصویر کا دوسرا رخ ملاحظہ فرمائیے لکھا ہے:-

"نہ چور نہ لالچی نہ شرابی نہ گالی بکنے والے نہ ظالم خدا کی بادشاہت کے وارث ہونگے۔" (۱۔قرنتیوں ۶/۱۰)

"اگر کوئی بھائی کہلا کے حرام کار یا لالچی یا بُت پرست یا گالی دینے والا یا شرابی یا ظالم ہو ایسے کے ساتھ کھانا بھی نہ کھانا" (۱۔قرنتیوں ۵/۱۱)

یہ دونو مقدس پولوس کے قول ہیں۔ ممکن ہے کہ کوئی عیسائی کہدے کہ ان سے حضرت مسیحؑ کی اباحت کا زمانہ ختم ہو جاتا ہے۔ تاکہ کسی طرح یہ گتھی سلجھ جائے۔ مگر یہ بات بھی بن نہیں سکتی کیونکہ خود مقدس پولوس بھی ایک دوسری جگہ نہ صرف شراب کی اجازت دیتے ہیں بلکہ اسکے پینے کی تلقین کرتے ہوئے اسکے فوائد بھی بیان فرماتے ہیں لکھا ہے:-

"آگے صرف پانی مت پیا کر بلکہ اپنے ہاضمہ اور اکثر کمزوریوں کے واسطے تھوڑی شراب انگور کام میں لا۔" (۱۔تمطاؤس ۵/۲۳)

غالباً نصاریٰ اور بالخصوص اہالیان یورپ پولوس کے اسی قول پر عمل پیرا ہونا پسند کرتے ہیں۔ باقی یا لگ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

امر ہے۔ کہ شرابی خدا کی بادشاہت کے وارث نہ ہوں۔ کیا کوئی پادری شراب کے متعلق انجیل کا واضح حکم اور فیصلہ کن راہ بتلا سکتا ہے؟

(۸)

الوہیت اور مصلوبیت

خدائی صفات کو مدِّنظر رکھتے ہوئے یہ کہنا ہرگز زیب نہیں دیتا کہ خدا کبھی مصلوب ہو سکتا ہے۔ مگر عیسائی لوگ اپنے غلط وہم کی بناء پر یہ ماننے کیلئے مجبور ہیں۔ کہ خدا دنیا میں آیا۔ اور وہ انسانوں کے گناہوں کے عوض میں دار پر کھینچا گیا۔ تاکہ گنہگاروں کی نجات اور پنجہ شیطان میں اسیروں کی رستگاری کا باعث بنے۔ صاف بات ہے کہ اگر خدا خود صلیب کے اثر سے بچ نہ سکا تو وہ اپنے متبعین کو کیونکر نجات دے سکتا ہے اور پھر اندریں حالات اسکی خدائی کا کونسا ثبوت باقی رہ جاتا ہے۔ مسیح کی مصلوبیت کا عقیدہ جہاں پر حضرت مسیحؑ کی مقدس ذات پر ایک بدنما دھبہ ہے وہاں پر وہ انکی الوہیت کے خیال کو بھی بیخ و بن سے اکھاڑ رہا ہے بھلا خدا اور مصلوبیت کا کیا جوڑ ہے؟ مگر تثلیثی عقل ایسا ماننے کے لئے تیار ہے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ الوہیت اور مصلوبیت ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں جس کے لئے فی الحال ہم دو ثبوت درج ذیل کرتے ہیں۔

(۱) مصلوبیت کا نتیجہ خدا کی کتاب استثناء میں "لعنت" قرار دیا گیا ہے۔ لکھا ہے "وہ جو پھانسی دیا جاتا ہے خدا کا ملعون ہے" (۲۱/۲۳) اسی لئے جن خوش عقیدہ لوگوں نے حضرت مسیحؑ کو مصلوب مانا ہے انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ:-

"مسیح جو ہمارے لئے لعنتی بنا اس نے ہمیں مول لیکر شریعت کی لعنت سے چھڑایا کیونکہ لکھا ہے کہ جو کوئی لکڑی پر لٹکایا گیا وہ لعنتی ہے" (گلتیوں ۳/۱۳)

مصلوبیت کا نتیجہ لعنت ہے اور لعنت کا مفہوم یہ ہے۔ کہ خدا سے دور کر دیا جائے اور اسکے دربار سے دھتکارا جائے۔ اب قابل غور یہ امر ہے۔ کہ آیا لعنت کا مفہوم الوہیت کے ساتھ جمع ہو سکتا ہے۔ بھلا خدا خود خدا سے دور اور اسکی درگاہ سے راندہ جا سکتا ہے۔ اس طرح سلب الشیٔ عن نفسہٖ ماننا پڑیگا اور یہ محال ہے۔ پس وہم سراسر باطل ہے۔ کہ کوئی الٰہ ہو کر مصلوب ہو سکتا ہے۔ عیسائی صاحبان کو یا تو مسیح کی الوہیت سے انکار کرنا پڑیگا یا پھر اسکی مصلوبیت کے خام خیال کو غلط ماننا پڑیگا۔ ورنہ اجتماع ضدین لازم آئیگا۔

(۲) مصلوبیت کمزوری اور عاجزی کی علامت ہے۔ مصلوب ہونیوالا انسان سراپا کمزوری کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نقصان ہے۔ اور اس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ خدا کی ذات ہر قسم کی کمزوریوں سے پاک ہونی چاہیئے پس مصلوبیت شانِ الٰہی کے منافی ہے۔ حضرت مسیحؑ کو مصلوب ماننے والے بھی اس اقرار پر مجبور ہوئے ہیں کہ :۔

"اگرچہ کمزوری سے مصلوب ہُوا تو بھی خدا کی قدرت سے جیتا ہے" (۲۔ کرنتھیوں ۱۳/۴)

اب سوال یہ ہے۔ کہ کیا یہ "کمزوری" اُلوہیت کے ساتھ جمع ہو سکتی ہے۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر مصلوب مسیحؑ کو قادرِ مطلق خدا قرار دینا کن معنوں سے ہے؟ پس ان دو ثبوتوں سے عیاں ہے کہ حضرت مسیحؑ ہرگز ہرگز خدا نہ تھے اور خود مسیحی مسلّمات اس کی تردید کر رہے ہیں ٭

(۹)

ہلاکت اور مسیحؑ

خدا کے نبی دنیا میں بشیر و نذیر ہو کر آیا کرتے ہیں۔ ایمانداروں کے لئے وہ بشارات اور منکروں کیلئے خطرناک انجام کی خبر دیا کرتے ہیں اسی طرح سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی بھی آمد ہوئی۔ آپؑ کے بالمقابل آنیوالے مختلف عذابوں میں مبتلا ہوئے۔ اور آپکے دامن فیوض ریز سے متمتع ہونیوالے بھی بے شمار ہیں مگر عیسائی اصحاب برکت کے پہلو کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا کرتے ہیں کہ "پہلا مسیحؑ تو مُردوں کو زندہ کرنے آیا تھا اور یہ مسیحؑ زندوں کو مارنے"۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے انفاس قدسیہ حیاتِ ابدی پانیوالے دنیا کے سامنے اور ہر زمانہ میں اسکی زندہ دلیل ہیں اور رہینگے۔ باقی یہ بالکل غلط ہے۔ کہ پہلا مسیحؑ مردوں کو زندہ کرنے ہی آیا تھا بلکہ سچ تو یہ ہے کہ دونو مسیحؑ متلاشیان حیات کیلئے آبحیات لیکر آئے لیکن اس سے بھی انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ اس آبحیات سے روگردانی کرنیوالوں کیلئے دونو نے موت اور ذلّت نکبت و ادبار کا انجام بتلایا۔ اور خود اس شمع ہدایت کو بجھانے والوں کی ہلاکت کا موجب ہوئے۔ چنانچہ مقدّس پولوس تحریر کرتے ہیں :۔

"مسیح کا امتحان بھی نہ کریں جیسا کہ ان میں بعضوں نے کیا اور سانپوں سے ہلاک ہوئے" (۱۔ کرنتھیوں ۱۰/۹)

اس حوالہ سے ظاہر ہے۔ کہ پہلا مسیحؑ بھی اگر روحانی زندگی کا موجب تھا۔ تو وہ امتحان کرنے والوں کی ہلاکت کا بھی باعث ہُوا ہے ٭

عیسائیت کی اشاعت ہندوستان بھر میں ۱۶۱ عیسائی مشنریاں کام کر رہی ہیں جن میں ۲ ہزار دو سو اٹھارہ واعظ کام کر رہے ہیں اور جن کا کام ہندو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لغت کی رو سے "نبا" کے معنی "خبر" کے ہیں۔ "القا" اور الہام کا مفہوم اس سے زیادہ نہیں کہ کوئی خیال یا خبر دل میں آجائے۔ وحی تو اشارہ وخطاب کو کہتے ہیں۔ ایک شیطان دوسرے شیطان کو وحی بھیج سکتا ہے (الشیاطین لیوحون الی اولیائھم) کیڑے بھی مہبط وحی ہیں (واوحی ربک الی النحل)

مدعیان مذہب کی تکفیر ہمہ گیر رہی ہے۔ انبیاء ہی ان کے مظالم کے تختۂ مشق نہ تھے کہ ما سمعنا بھذا فی ابائنا الاولین بلکہ ہر موجد جس نے کوئی دریافت کی کہ پاپائے کلیساء نے چھوٹتے ہی کہا "There is no new thing under the sun." کونسا نبی ہے جو اس خون آشام فرقہ کا شکار نہیں ہوا۔ اور کونسا موجد ہے جو ان "کوتاہ آستینوں" کی "دراز دستی" کا نخچیر لاغر نہ تھا۔

کوئی کوہ طور کی چوٹی یا سینا کی چوٹی۔ اور حرا کے غار سے اٹھ کر کہتا ہے کہ الغیب سے ایک خبر (نبأ) "القا" ہوئی ہے کوئی کسی لابوریٹری یا ورکشاپ سے اٹھ کر کہتا ہے کہ اچانک میرے ذہن میں یہ خیال آیا:-

"I had gone as far as herd's house when the idea came to my mind." James Watt.

دنیا دونو کا مقابلہ کرتی ہے لیکن کامیاب ہوتے ہی ہیں کیونکہ انکے ساتھ اس خیال کے پیچھے ایک زبردست ہاتھ ہوتا ہے جس نے اس خیال کا "القاء" کیا۔

پھر کیوں نہ "موجد" کو "نبی" (خبردار) کہا جائے؟

الٰہی! بریلی اور دیوبند کی تبرّوں سے بچانا! تعوذ اور حوقلہ کے بعد آواز آئیگی۔ "قد کفر" تشریعی و غیر تشریعی کی آڑ میں مرزا کو نبی بنایا تھا۔ اب لگے تمام موجدوں کو بھی نبی بنانے۔ اے لیجئے کولمبس بھی نبی۔ نیوٹن بھی نبی! "آسماں را مے سزد گر سنگ بارد بر زمین"

اے حضرت! اصطلاحات شرعیہ کا احترام آپ سے زیادہ ہم کو ہے۔ لغت کی رو سے دونو پر نبوّت کا اطلاق صحیح۔ لیکن شریعت نے ان مقدّس ہستیوں کو جو "اظہار علی الغیب" سے سرفراز کیے جاتے ہیں "نبی" کہا ہے۔ اب ہم یہ خطاب کسی اور کو دے نہیں سکتے گو "الغیب" سے کوئی "نبا" (خبر) انکو "القا" کیگئی ہو ہونا بھی یہی چاہیئے۔ ان موجدوں کو سوائے جسمانیات کے اور کیا ملتا ہے۔ اور نبی تو روحانیت کا حامل ہوتا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور غیر ہندوؤں کو عیسائی بنانا ہے۔

صوبجات کے لحاظ سے جو واعظ عیسائیت کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ ان کی تفصیل ہر صوبے کے مقابل یوں ہے:۔

آسام کی آبادی ۷۶ لاکھ ۶ ہزار ۲۳۰ ہے جن میں ایک لاکھ ۳۲ ہزار ۱۰۶ عیسائی ہیں۔

بلوچستان کی آبادی ۷ لاکھ ۹۹ ہزار ۶ سو ۲۵ ہے۔ اور ان میں ۶۶۱۴ عیسائی ہیں۔ اور ۱۴ واعظ اشاعت عیسائیت کر رہے ہیں۔

بڑودہ کی آبادی ۲۱ لاکھ ۲۶ ہزار ۵۲۲ ہے جن میں ۷ ہزار ۴۲۱ عیسائی ہیں۔ اور یہاں پر ۲۲ واعظ اپنا کام کر رہے ہیں۔

صوبۂ بنگال کی آبادی ۴ کروڑ ۷۵ لاکھ ۹۲ ہزار ۴۶۲ ہے۔ جس میں سے ایک لاکھ ۴۹ ہزار ۵۷ کس عیسائی ہیں۔ اور یہاں پر ۲۴ سوسائٹیاں کام کر رہی ہیں۔

بہار و اڑیسہ کی آبادی ۳۷ لاکھ ۱۶ ہزار ۵۸۸ ہے۔ جن میں تین لاکھ ہزار ۵۸۳ عیسائی ہیں۔ اور یہاں پر ۳۹ واعظ کام کر رہے ہیں۔

صوبۂ بمبئی کی آبادی ۲ کروڑ ۶۷ لاکھ ۵۷ ہزار ۴۴۶ ہے جن میں ۲ لاکھ ۱۷ ہزار ۲۰۹ عیسائی ہیں اور ۴۱ سوسائٹیاں کام کر رہی ہیں۔

سنٹرل انڈیا ایجنسی اس صوبہ کی آبادی ۱۹۲۱ء کے لحاظ سے ۶۰ لاکھ ۱۱ ہزار ۲۰۷ تھی جس میں سے ۱۰۶۲۳ عیسائی تھے۔ اور ۸۲ عیسائی واعظ کام کر رہے ہیں۔

صوبۂ متوسط کی آبادی ایک کروڑ ۳۹ لاکھ ۱۲ ہزار ہیں جن میں ۳۲ سوسائٹیاں ہیں۔

انجمن احمدیہ خدام الاسلام قادیان

دسمبر ۱۹۲۶ء سے انجمن ہذا کے ٹریکٹوں کا سلسلہ چھپنے شروع ہو رہا ہے۔ جو دوست ممبر بننا چاہتے ہیں۔ وہ چندہ سالانہ تین روپیہ اور داخلہ ایک روپیہ پیشگی ارسال فرمائیں۔ گذشتہ ممبر صرف چندہ پیشگی ارسال فرمائیں۔ گذشتہ پندرہ نمبر وفات مسیح۔ ختم نبوت۔ صداقت مسیح موعود وغیرہ کے متعلق دو روپیہ فی سینکڑہ علاوہ محصول ڈاک کے حساب سے طلب فرما سکتے ہیں۔

پتہ:- سکرٹری انجمن احمدیہ خدام الاسلام قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

موجد صرف ماضی اور اشیاء کی موجودہ خواص کا واقفکار ہوتا ہے لیکن نبی مستقبل پر حکومت رکھتا ہے۔ وہ "صفات" کا آئینہ وار ہے یہ "ذات" کا پردہ کشا۔ وہ الغیب تک بواسطہ اسباب پہنچتا ہے اور ممکن ہے کہ نہ پہنچے۔ یہ نہ صرف اُس تک یقینی طور پر پہنچتا ہے بلکہ دوسروں کو بھی پہنچاتا ہے۔ "بد لستاں برم آمرا کہ پارسا باشد"۔

روح جب جسم میں حلول کرتی ہے اُسے حیات بخشتی ہے۔ روحانیت کا علمبردار (نبی) جب آتا ہے تو اُس قوم اور اُس ملک اور اُس زمانہ میں ایجاد کی روح پھونک جاتی ہے جس قوم میں حقیقی "خلیفۃ اللہ" آتا ہے تو وہ خلافت جسمانیہ یعنی ریاست۔ تہذیب۔ علم۔ اختراع میں بھی بادشاہ ہوجاتی ہے۔ حضرت موسیٰؑ کی قوم اس نظریہ کی مثال ہے سلیمانؑ کے جن یعملون لہ من محاریب وتماثیل کے موصوف تھے۔ ایک عفریت نے کہا انا اٰتیک بہ قبل ان یرتد الیک طرفک۔ یہ فیض حضرت سلیمانؑ کی نبوت کے تھے ورنہ وہ لیبلونی اشکر کیوں کہتے۔ "شیر شتر" اور "سوسمار" کھانے والے "تاج کیان" کے وارث بن گئے۔ ایجاد و اختراع کے آسمان کے تارے۔ تہذیب و شائستگی کے اُستاد۔ علوم و فنون کے مالک۔

کہتے ہیں کہ نہایت پرانے زمانے میں بعض انبیاءؑ کی نبوت صرف اتنی تھی کہ لوگوں کو ضروریات زندگی کی طرف رہنمونی کریں۔ کسی کو علاج و دوا کا الہام ہوا۔ کسی کو کپڑا پہننے اور بننے کا۔ حضرت داؤدؑ کے النا لہ الحدید سے بھی پتہ چلتا ہے۔ یہاں تک کہ حضرت یوسفؑ کی نبوت کے کارنامے صرف تعبیر الرؤیا تک محدود ہیں جو نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔

لیکن اس سوسمار خور قوم نے آہنگری تو ادنیٰ بات ہے "الکیمیا" کا فن ایجاد کیا (علم کا ایجاد آلات کی ایجاد سے افضل ہے) تعبیر الرؤیا کو امام ابن سیرین اور جعفر صادقؒ نے ایک مستقل فن بنا دیا۔ علماء اُمتی کانبیاء بنی اسرائیل کا اشارہ اسی طرف ہے۔

اس قوم میں کون نبی آیا؟ "دنیا کا شہزادہ" "اس انگوری باغ کا مالک" جسکا چہرہ "آفتاب کی مانند" جسکے ہاتھ میں ایک آتشین شریعت کی کتاب" جس نے ایک پاؤں خشکی پر رکھا اور ایک دریا میں۔ کولو محمدیم زہ سر ادعی زہ دودی نبوت بورو شالام۔

اس زمانہ میں ہر صبح نئی ایجاد لیکر طلوع ہوتی ہے۔ ہر نئے سال کا استقبال نئی اختراع سے کیا جاتا ہے،

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیسی ہی بعید از قیاس کوئی بات کیوں نہ ہو آپ اُسے جرمنی یا امریکہ کی طرف منسوب کر دیجئے۔ سب کی گردن تسلیم خم۔ مقتدایان مذہب بھی ہار مان گئے۔

اِدھر روحانیت کے عالم میں نت نئے گناہ ایجاد ہو رہے ہیں۔ شاعروں کے خیالی "ستم ایجاد" اب "حقیقت" میں جنم لے رہے ہیں۔ خدا کا انکار علانیہ ہو رہا ہے۔ دنیا والے ہمہ تن دُنیا میں مشغول ہیں۔ لیکن افسوس کوئی نبی نہیں۔ جسمانیات کے سینکڑوں نبی ہو رہے ہیں لیکن روحانیت کا نبی جسکے طفیل یہ مردہ اجسام حرکت کر رہے ہیں غیبوبت "سرمن رای" میں پنہاں ہے۔

وجہ یہ ہے کہ نبی مطلق۔ نبی آخری۔ اوّلین و آخرین کا سردار آگیا۔ "اکمال دین" و "اتمام نعمت" ہو چکی۔ کمال کے بعد ترقی کیا؟ انگوری باغ کا مالک آچکا۔ مالک کے بعد اور کس کے آنیکی گنجائش ہے؟ آئندہ صحبت میں اسپر گفتگو ہوگی۔ انشاءاللہ ☆ خاکسار عبدالحلیم کشگی

کیا دَورۂ نبوّت ختم ہو گیا؟

بہائی رسالہ کوکب ہند لکھتا ہے:۔

"دَورِ نبوۃ جو حضرت آدم سے آغاز ہوا۔ ضرور ایک مقدر انجام اور اندازہ و اختتام رکھتا تھا۔ چنانچہ حضرت خاتم صلی اللہ علیہ سلم کے ظہورِ مبارک پر یہ دَور انجام پذیر ہو گیا" (کوکب ہند جلد پنجم نمبر ہفتم)

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:۔ یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ یَقُصُّوْنَ عَلَیْکُمْ اٰیٰتِیْ فَمَنِ اتَّقٰی وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ٥ (سورہ اعراف رکوع ۴)

کہ اے بنی آدم ضرور ضرور تمہارے پاس میرے رسول آتے رہیں گے جو تم پر میری آیات پڑھا کرینگے۔ پس جس نے تقویٰ اختیار کیا اور اصلاح کر لی تو ایسے لوگوں پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ کبھی غمگین ہونگے۔

یہ آیۂ مبارکہ بالصراحت دلالت کر رہی ہے کہ جب تک نوعِ انسان یعنی "بنی آدم" دنیا میں ہیں تب تک نت نئے رسول و نبی آتے رہینگے۔ یعنی جبتک اس عالمِ امکان میں ایسی مخلوق ہے جسپر "بنی آدم" کا لفظ صادق آتا ہے۔ اُسوقت تک رسولوں کا آنا بند نہیں ہوگا۔ اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ میں نون ثقیلہ تاکید کے لئے ہے جو خاص مستقبل کے زمانہ پر دلالت کرتا ہے۔ ہاں کب تک رسول آتے رہینگے؟ اسکا جواب "بنی آدم" کے لفظ میں دیدیا کہ جبتک "بنی آدم" اس دنیا میں ہیں اُسوقت تک اِرسالِ رُسُل کا سلسلہ بند نہیں ہوگا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پس کسی زمانہ کی اس میں قید نہیں ہاں اگر یہ ثابت ہو جائے کہ کسی زمانہ میں اس کائنات ارض پر "بنی آدم" کا وجود نہ رہیگا۔ اور "بنی آدم" سے بالا کوئی مخلوق پیدا ہوگی تو دیگر بات ہے۔

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ ارسال رُسل کا ذکر کرتا ہُوا فرماتا ہے:۔ فَلَمَّا جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ مَّا زَادَهُمْ اِلَّا نُفُوْرَا ۣاسْتِكْبَارًا فِي الْاَرْضِ وَمَكْرَ السَّيِّئِ وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا (سورہ فاطر ع ۵)

اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ارسال رُسل اللہ تعالیٰ کی قدیم سُنّت ہے۔ اور اسی سُنّت کے متعلق اللہ تعالیٰ ہر "بنی آدم" کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ اے مخاطب لَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا کہ تو ہرگز اللہ تعالیٰ کی سُنّت میں تبدیلی نہیں پائیگا۔ پس ثابت ہُوا کہ "بنی آدم" کے وجود تک ارسال رُسل کا سلسلہ بند نہیں ہوگا۔ کیونکہ انسانوں کیلئے صرف "بشر رسول" ہی کی ضرورت ہے۔ نہ کہ خدا کی جیسا کہ اہل بہا کا خیال ہے کہ اب سلسلہ رسالت ختم ہوگیا اور اُلوہیت کا دَور شروع ہے" عیاذاً باللہ قال اللہ تعالیٰ فی کتابہ المجید لَوْ كَانَ فِي الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا۔ (بنی اسرائیل رکوع ۱۱) کہ اگر زمین پر (بجائے انسانوں کے) فرشتے چلتے پھرتے تو ہم اُنکے لئے اپنی جانب سے (اُنہی کے جنس کا) ملک رسول نازل کرتے۔

معلوم ہُوا کہ نوع انسان کی رُشد و رہنمائی کیلئے محض "بشر رسول" ہی مقرر ہے لاغیرہ۔ لہٰذا جبتک "بنی آدم" اس زمین پر رہینگے رسول بھی برابر آتے رہینگے کیونکہ نبوّت ارحم الراحمین خدا کی ایک بیش بہا عطا ہے جو بند نہیں ہو سکتی کما قال اللہ تعالیٰ فی کلامہ الشریف وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا۔ (بنی اسرائیل) کہ تیرے پروردگار کی عطائیں کبھی ختم نہیں ہو سکتیں۔

لیکن چونکہ حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیّن ہیں اور آپنے اپنے متعلق خَتَمَ بِیَ النَّبِیُّوْنَ کہکر بتا دیا کہ اب براہِ راست تشریعی نبیوں کا سلسلہ آپ پر ختم ہوگیا۔ اسلئے خاتم النّبیین کا کمال فیضان ظاہر کرنیکے لئے اللہ تعالیٰ نے نبوّت کا غیر تشریعی سلسلہ جاری کیا۔ تاکہ محمد رسول اللہ کی فضیلت تمام انبیاء پر ثابت ہو۔ اور شہنشاہِ رسل و سیّد الانبیاء کا اطلاق آپکی ذات ستودہ صفات پر صادق آئے۔ پس اب محمد رسول اللہ صلعم کی پیروی میں نبوّت ہے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کا وہ عہد جو ابتداء آفرینش میں "بنی آدم" سے کیا گیا تھا کہ "تمھارے پاس میرے رسول آتے رہینگے" پورا ہو۔ اور اسمیں کسی طرح کا تخلّف واقعہ نہ ہو۔ کہ نبی بھی آتے رہیں اور محمد رسولؐ بھی خاتم النّبیین رہیں۔ پس جبتک "بنی آدم" کا وجود ہے اللہ تعالیٰ کا فیض نبوّت یا انعام رسالت بند نہیں ہوگا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہاں اگر اہل بہاء حضرات اپنے آپکو "بنی آدم" نہیں سمجھتے اور نوع انسان سے اپنے تئیں خارج خیال کرتے ہیں۔ تو انکے لئے بیشک "دورِ نبوت" ختم ہو گیا ؏

فتنہ شیراز سے اُٹھیگا

رسول اللہؐ کی پیشگوئی

جب زمانے میں نیا فتنہ کوئی اُٹھتا ہے ❖ وہ اِشارہ سے بتا دیتے ہیں تُربت میری

عن عبد اللہ بن عُمرَ قالَ رأیتُ رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم یُشِیرُ اِلی المشرق فقال ھا۔ اِنَّ الفتنۃ ھٰھُنا۔ اِنَّ الفتنۃَ ھٰھُنا مِن حَیثُ یَطْلُعُ قرنُ الشیطان۔ (بخاری کتاب بدءُ الخلق)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے دیکھا رسول اللہ صلعم کو آپ مشرق کی طرف اشارہ کر کے فرماتے تھے "فتنہ یہاں ہے فتنہ یہاں ہے" یہاں سے شیطان کا سینگ نکلیگا۔

مشرق سے کونسی جگہ مُراد ہے؟ اسکے لئے ایک بابی کی مندرجہ ذیل عبارت ملاحظہ ہو۔ لکھتا ہے:۔

"مشرق سے مُراد فارس ہے۔ اور یہ کچھ میری تشریح نہیں بلکہ اکابر علماء اور محدثین اہل سُنّت کی تشریح ہے۔ سیوطیؒ گفتہ کہ مُراد بمشرق فارس است حجج الکرامہ ص۴۰" (ملاحظہ ہو بہائی رسالہ عمدۃ التنقیح ص۵۵)

اب جبکہ یہ معلوم ہو گیا کہ مشرق سے مُراد فارس ہے۔ تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ فارس سے کونسا مقام مُراد ہے؟ سو اسکے متعلق بہائی مذکور لکھتا ہے کہ "فارس فقط شیراز کا نام ہے" عمدۃ التنقیح ص۵۱

غالباً یہ بتا دینا خالی از دلچسپی نہ ہوگا کہ شیراز وہی مقام ہے جہاں پر ۱۲۶۰ھ ہجری میں علی محمد باب نے خروج کیا۔ اور گوناگون فتنے اُٹھانا ہوا۔ رسول اللہ کی پیشگوئی کے مطابق سیدھا اصفہان پہنچا۔

حدیث میں ہے۔ "بعد ازاں (دجّال) اصفہان آید" حجج الکرامہ ص۴۰۹

چنانچہ مقالہ سیاح کا مصنّف لکھتا ہے:۔

"حضرت باب صبح ہوتے ہی سید کاظم زنجانی کے ساتھ شیراز سے اصفہان کو روانہ ہو گئے"

(باب الحیات ترجمہ مقالہ سیاح ص۱۱)

پیشگوئی تھی رسول اللہؐ کی پوری ہوئی ❖ اصفہاں سے دشمنِ اسلام "باب" آ ہی گیا

حافظ سلیم احمدؐ

اٹاوی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہمارا نبیؐ

عجب نوریست در جانِ محمدؐ ✤ عجب لعلیست در جانِ محمدؐ
ز ظلمتہا دلے آنگہ شود صاف ✤ کہ گردد از محبانِ محمدؐ

دُنیا میں اُس چیز سے محبت کی جاتی ہے۔ جو اپنے اندر دو خوبیاں رکھتا ہو۔ یعنی حُسن اور احسان۔
حُسن۔ ظاہری اعضاء کا متناسب ہونا اور دلربا شکل کا پایا جانا اور ذاتی خوبیوں کا مالک ہونا اور ان صفات رفیعہ سے متصف ہونا جو انسان کی ذات کو پایۂ تکمیل تک پہنچا دیں۔

اور دوسری خوبی احسان ہے۔ اور احسان کے معنی ہیں ایصال الخیر الی الغیر یعنی غیر کو اپنی خوبیوں اور اچھے اخلاق کے ساتھ اپنا گرویدہ اور فریفتہ بنا لینا۔

یہ دونو خوبیاں بحدِ کمال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک میں پائی جاتی ہیں۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ آپ ان ہردو کے منبع ہیں۔ تمام حُسن کا خاتمہ آپکی ذات پر ہے۔ اور کامل احسان آپکے وجود باجود سے دنیا میں کامل طور پر ظہور پذیر ہوا۔ پس اسلئے خدا تعالیٰ کی ذات کے بعد اگر دنیا میں کسی سے کامل طور پر محبت کیجا سکتی ہے۔ تو وہ محمد رسول اللہ کی ذات ہی ہے۔ اسی واسطے آنحضرتؐ نے فرمایا ہے۔ کہ لایکونُ احدُکم مُؤمِناً حتّٰی اکونَ اَحبَّ الیہِ مِن والِدِہٖ وَوَلَدِہٖ والنّاسِ اَجْمَعِیْن۔ ترجمہ۔ نہیں ہوتا کوئی تمہارا مومن یہانتک کہ ہو جاؤں میں بہت ہی پیارا اسکی طرف اُسکے باپ سے اسکے بیٹے سے اور تمام لوگوں سے۔

پس دنیا میں انسان کی محبوب ترین ہستی اگر مخلوقات میں سے ہو سکتی ہے۔ تو وہ محمد رسول اللہ صلعم کا وجود باجود ہے۔ ؎

اگر خواہی دلیلے عاشقش باش ✤ محمدؐ ہست برہانِ محمدؐ

پس ہمیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خَلق خُلق ہردو کو دیکھنا چاہیئے۔ سب سے اول انسان کی خلقت ڈھانچا اور ڈیل ڈول ہے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حُسن کے متعلق اسقدر کتابیں لکھی گئی ہیں۔ کہ اگر ان کا نام لکھا جائے تو ایک مستقل کتاب بن سکتی ہے۔ اسواسطے میں صرف ایک شخص کے ایک شعر پر (جو آنحضرت کی شان میں کہا گیا ہے) اکتفاء کرتی ہوں:۔

خُلِقْتَ مُبَرَّءً مِنْ کُلِّ عَیْبٍ ✤ کَاَنَّکَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَاءُ

ترجمہ۔ اے محمد رسول اللہ آپ پیدا کیئے گئے ہیں حالانکہ آپ بری ہیں ہر ایک عیب سے گویا کہ آپ پیدا کیئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فہرست کُتب و ٹریکیٹ

مندرجہ ذیل کتابیں و ٹریکیٹ احباب اگر خرید کریں۔ تو نہ صرف انکے اپنے معلومات میں اضافہ ہوگا۔ بلکہ وہ انکی تقسیم کرکے تبلیغ کے فرض سے ایک حد تک سبکدوش ہو سکینگے۔ خدا کے فضل سے یہ نہایت نادر مجموعہ ہے۔ خاص توجہ فرمائیں ٭

براہین العقائد ۸/ ۔ معارف القرآن ۸/ ۔ مقصد مذہب ۳/ ۔ سلسلہ احمدیہ و تصوّف ۵/
اہل بہاء کی شریعت جدیدہ ۶/ ۔ کمالات احمدیہ ۶/ ۔ مباحثہ سرگودہ ۶/ ۔ الاستخلاف ۴/
التشریح الصحیح فی نزول المسیحؑ ۶/ ۔ آسمانی گولہ ۱/ ۔ اسلامی قادر مطلق اور آرین سرو شکتیمان ۴/
رسالہ لا مہدی الا عیسٰے ۴/ ۔ چند کارآمد حوالے نمبر ۱ ۔/ ۔ چند کارآمد حوالے نمبر ۲ ۔/ ۔ شیعہ سوراج ۱/
آریہ سماجی و گاندھی جی ۔/ ۔ مسیح موعودؑ و امّت محمدیہ ۱/ ۔ اسلام کی اندرونی تصویر ۔/ ۔ کفّارہ ۱/
بطلان مسئلہ قدامت روح و مادہ ۱/ ۔ ذبیحہ گائے اور ہندوؤں کے وید شاستر ۱/

جلسہ پر آنیوالے احباب

مہربانی فرما کر آپ ریویو آف ریلیجنز۔ اُردو کا چندہ سالانہ بابت سنہ ۱۹۲۶ء اگر اب تک ادا نہیں فرمایا تو قادیان میں لیتے آئیں اور دستی جمع کرادیں۔ ہمارے خوش معاملہ خریدار جو ہمیشہ شروع سال میں پیشگی قیمت جمع کر دیا کرتے ہیں وہ مہربانی فرما کر اس موقعہ سے فائدہ اُٹھائیں اور چندہ جو صرف تین روپے ہے ادا کرکے تمام سال کیلئے بے فکر ہو جائیں۔ اور رسالہ باقاعدہ ماہوار تاریخ مقررہ پر وصول کرتے رہیں ریویو اُردو کیلئے خریدار مہیا کرنے کا فرض بھی ادا کریں اور اس جلسہ پر ہمیں اس قابل بنادیں کہ ریویو کے اخراجات ریویو کی آمد سے ادا ہو سکیں۔ اس بارہ میں ہمارے احباب کی توجہ بہت کم ہے اور مجھے سال بھر شکوہ کرتے رہنا پڑتا ہے۔
امداد فنڈ کا ایک بہتر طریق بھی ہے کہ مندرجہ بالا کُتب و ٹریکیٹ اور دیگر نئی کتابیں جو اس جلسہ سالانہ پر شائع ہونگی ہمارے دفتر سے خرید لیں

مرقع کا لاجواب سالانہ نمبر

مرقع جنوری سنہ ۱۹۲۶ء سے جاری ہے۔ اس عرصہ میں اس نے ملک کے گوشہ گوشہ سے خراج تحسین و آفرین حاصل کر لیا ہے۔ اسکی امتیازی خصوصیت جو ہندوستان کے دیگر ادبی رسائل سے اُسے ممتاز کرتی ہے۔ صحت زبان ہے۔ جو ایک رسالہ کی عمدگی کا تنہا معیار ہے۔
مرقع کی دوسری خصوصیت اسکا ماہ بماہ بالالتزام اساتذۂ ادب اُردو کے دستِ قلم کی لکھی ہوئی تحریروں کے عکس و نمونہ کا شائع کرنا ہے۔ مضمون نگاروں اور شعراء کی فہرست میں ہندوستان کے قریباً تمام مشاہیر شعراء و ادیب کے نام گنائے جا سکتے ہیں۔
یہ رسالہ نمبر خالص ”افسانہ نمبر“ ہوگا۔ چنانچہ ہم نے ابھی سے اسکا انتظام شروع کر دیا ہے۔ اور کوشش کیجارہی ہے۔ کہ ملک کے بہترین افسانہ

یہ رسالہ ہر انگریزی مہینے کی پانچ تاریخ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب سے شائع ہوتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کلکتہ کے نامی ڈاکٹر ایس کے برمن کی

کف و کھانسی کی دوا

کھانسی ام الامراض ہے یہ مثل بالکل درست ہے کیونکہ کھانسی کی وجہ سے مختلف مرض پیدا ہوتی ہیں سردی کے ابتداء میں کھانسی ہوتی ہے۔ اگر بروقت علاج نہ کیا گیا۔ تو سانس کی نلیوں میں بلغم جمع ہوجاتی ہے اور رفتہ رفتہ دم کی رکاوٹ پسلیوں میں درد۔ بخار۔ دق۔ سل۔ مراق وغیرہ مختلف امراض میں مبتلا ہوجاتا ہے لہٰذا سردی یا کھانسی شروع ہوتے ہی مناسب دوا کرنا لازم ہے ایسے مہلک مرض قلع قمع کرنے کیلئے ڈاکٹر ایس کے برمن کی ایجاد کردہ کف و کھانسی کی دوا ازحد مفید ہے وقت ضرورت کیلئے ہر گھر میں اسکی ایک شیشی موجود رکھنی چاہیئے۔ قیمت فی شیشی کلاں ایک روپیہ چار آنے (عہ/۱) خورد دس آنے (۱۰/) محصولڈاک و پیکنگ ۸/ و ۶/

دمہ دم کے ساتھ ہے۔ یہ بات صریح غلط ہے

کیونکہ ڈاکٹر برمن کی ایجاد کردہ "دمہ کی دوا" عرصہ ۴۲ سال سے ہندوستان کے ہر حصہ میں مفید ثابت ہوئی اور لاکھوں مریض ہر سال شفا پا رہے ہیں۔ افسوس کہ اکثر مریض بازاری زیادہ نشیلی اجزاء دھتورہ۔ بھنگ۔ بلاڈونا۔ پوٹاس وغیرہ مضر اشیاء آمیز دوا استعمال کرکے بجائے فائدہ کے نقصان اٹھاکر مایوس ہو بیٹھتے ہیں۔ اور عمر غیر طبعی میں مارے جاتے ہیں۔ ڈاکٹر موصوف کی کیمیائی اصول سے بنائی "دمہ کی دوا" ایک بیش قیمت جوہر ہے۔ اسکی ایک ہی خوراک سے دمہ موقوف ہوجاتا ہے اور کچھ روز کے استعمال سے جڑ سے نابود ہوجاتا ہے۔ اور کبھی دمہ کا دورہ نہیں ہوتا ایک مرتبہ آزماکر دیکھئے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ آٹھ آنہ (۸/۱) محصولڈاک چھ آنہ (۶/)

مفصّل حال دریافت کرنیکے لئے بڑی فہرست مفت منگاکر دیکھئے

نوٹ:۔ ہماری دوائیں ہر ایک دوکاندار اور ہمارے ایجنٹوں کے پاس ملتی ہیں دوا منگانے سے پہلے آپ اپنے مقام کے دوکانداروں سے دریافت کیجئے۔

ڈاکٹر ایس کے برمن پوسٹ بکس ۵۴۴ نمبر ۵ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

ایجنٹ کی ضرورت ہے قواعد کے لئے درخواست کریں۔